تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

اسلامی قانون کی بنیاد اور اس کی اہمیت

اسلام کے قانون کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اطاعت کے لئے زمین سے فتنہ وفساد کا دفع (خاتمہ) اس کے بندوں کے درمیان عدل وانصاف اور امن واطمینان کا قیام اور معاملات میں لوگوں کے درمیان سے نزاع اور خدع وفریب (جھگڑا اور دھوکہ) کی روک تھام ہے، چنانچہ اسلام کے قانون میں جتنے حدود وتعزیرات ہیں ان کا مقصد زمین سے فتنہ وفساد کا دفع (خاتمہ) ہے، اور جس قدر معاملات ومعاشرت کے اصول اور مسائل ہیں ان کا مبنیٰ (مقصد) بندوں کے درمیان عدل وانصاف اور امن واطمینان کا قیام ہے اور معاملات میں جتنے قانونی ممنوعات اور منہیات ہیں ان سب کا منشا باہمی نزاع اور خدع وفریب (لڑائی جھگڑا اور دھوکہ) کا استیصال (خاتمہ) ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(سیرۃ النبیؐ جلد ہفتم ص۱۵)

فی شمارہ ۵ روپے | سالانہ ۱۰۰ روپے | ۲۵ جولائی ۱۹۹۶ء

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020

FORTNIGHTLY

Principal off : 372336
Guest House : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India) Rs·5/-

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش

سونے چاندی کے زیورات کیلئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ، عرق گلاب

— و دیگر عطریات کی —

ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

IZHAR AHMAD & SONS PERFUMERS CHOWK, LUCKNOW-3

SHOP. 241176
RES. 268898

خط و کتابت کا پتہ

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹوکرومک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈیکس ریزی لینس، فینسی یا درود و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔

— ایک بار خدمت کا موقع دیں —

آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

متو کے نورانی تیل کی خاص پہچان

لیبل پر لائسنس نمبر U-18/77 اور کیپ کے اوپر MAU CITY دیکھ کر خریدیں

نورانی تیل

درد۔ زخم۔ چوٹ کٹنے جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، متوناتھ بھنجن (یو۔پی)

تعمیرِ حیات میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

۷۹۲۲
۱۹۲۷۸۹

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۴ | ۲۵ر جولائی ۱۹۹۷ء - مطابق - ۱۹ر ربیع الاول ۱۴۱۸ھ | شمارہ نمبر ۱۸

زیر نگرانی :-
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسئول :-
شمس الحق ندوی

مجلس ادارت :-
مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبدالمتین حنفی ندوی، ڈاکٹر ارشد رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ـــــ ۱۰۰ روپے
فی شمارہ ـــــ پانچ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک :-
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک
ـــــ ۲۵ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک :-
بحری ڈاک جملہ ـــــ ۱۰ ڈالر

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ سو روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

گزارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پرچہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ـــــ منیجر

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حامد

درس حدیث

جہنم کے گرد خواہشات نفسانی اور جنت کے گرد ناپسندیدہ چیزوں کا حصار قائم کر دیا گیا ہے

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز میجرسن ٹریننگ کالج ملائیشیا

ترجمہ ـــــ شمس الحق ندوی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حجبت النار بالشھوات و حجبت الجنۃ بالمکارہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم خواہشات نفسانی سے اور جنت دل کو ناگوار گذرنے والی چیزوں سے گھیر دی گئی ہے۔

یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جامع ملفوظات میں سے ہے جو خواہشات کی مذمت بیان کرنے میں نہایت بلیغ اور انوکھا اسلوب و انداز رکھتی ہے چاہے نفس ان خواہشات کا کتنا ہی شائق کیوں نہ ہو، ایسے ہی اطاعت پر آمادہ کرنے کے لئے نہایت ایجاز کا نمونہ ہے چاہے اطاعت کی باتیں دل کو کتنی ہی ناگوار ہوں اور ان پر عمل گراں گذرتا ہو۔[1]

اسلام اسلامی شخصیت کی تعمیر خدائی نگرانی میں احتیاط کے کٹہرے میں اس حفاظت کے ساتھ ہوتی ہے کہ قدم کہیں ڈگمگانے نہ پائیں فکر و رجحان میں کوئی کجی نہ آنے پائے، کہ شیطان جو انسان کے اندر خون کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے اسلامی شخصیت کو بگاڑنے کا اس کو موقع نہ مل جائے، شیطان کو اس نفس امارہ کے ذریعہ ہی انسان پر اثر انداز ہونے کا راستہ ملتا ہے جو برابر برائی ہی کی طرف مائل کرتا رہتا ہے، اس نفس امارہ کے ذریعہ شیطان انسان کو قدم پھسلا دینے والی چیزوں کے ذریعہ بہکاتا ہے اور اس کو غلط لذتوں کی طرف موڑتا ہے۔ شہوات نفسانی کی تمنائیں پیدا کر کے، عادات و عبادات دونوں کو بگاڑ دیتا ہے۔

یہ حدیث لغزش میں ڈالنے والی ان باتوں کا مداوا کرتی ہے اور بندۂ مومن کو موت اور زندگی کی یاد دہانی کراتی ہے، قیامت کے منظر اور جہنم کی آگ کی تصویر کشی کرتی ہے۔ ایسے ہی جیسے جنت کی نعمتوں اور اس کے شوق آگیں مناظر کو بیان کرتا ہے کہ دلوں میں اس پر فریفتگی کے جذبات پیدا ہوں اور نفس کی سرکشی کو ختم کر کے اس کو ہمیشہ رہنے والی جنت کی راہ اپنانے کی دگر پر لگا دے۔

نفس کی سرکشی کو ختم کرنے کے لئے موت، قیامت کا حساب، قبر کی منزل اور حشر کو یاد دلاتے رہنا بہت مؤثر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ" [2] (ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تو جو آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہونچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔)

یہ آیت بندۂ مسلم کو جنت کی بہاروں کی طرف توجہ کرتی ہے اور غلط راہ پر ڈالنے والی اور خواہشات نفسانی کی طرف لے جانے والی چیزوں سے ڈراتی ہے، اور نفس کو باور کراتی ہے کہ اس دنیا کی زندگی چند روزہ اور ایک خاص مدت تک محدود ہے، دنیا ایک دن بالکل ختم ہو جائے گی، تمام جاندار چیزیں مر جائیں گی، ہر ایک موت کا گھونٹ پئے گا اور اس زندگی سے محروم ہو جائے گا، اس میں کسی طرح کا کوئی فرق و امتیاز نہ ہوگا نہ امیری غریبی کا نہ نیک و بد کا) ہاں اگر کوئی فرق و امتیاز ہوگا تو وہ انجام میں ہوگا جیسا کہ قرآن کریم نے بیان کر دیا ہے کہ (اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تو جو آتش جہنم سے دور رکھا گیا، اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہونچ گیا۔)

آیت کے اندر "زحزح" کا لفظ ہی ایسا ہے جو یہ بتاتا ہے کہ جہنم خواہشات نفسانی سے گھری ہوئی ہے لہٰذا نفس کو اس سے ہٹانا اور دور رکھنا نفس کو شاق ہے اس لئے نفس کے ساتھ مجاہدہ، احساسات اور اعصاب پر قابو پانا اور تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے، تاکہ نفس کی لگام چھوٹنے نہ پائے کہ وہ جہنم کی کشش سے قریب ہو جائے۔

یہ اسلوب بیان کہ جہنم خواہشات (نفسانی) سے گھیر دی گئی ہے۔ بہت طاقتور اور اصل تصویر سامنے کر دینے والا انداز بیان ہے، ایک روایت میں "حجبت" کے بجائے "حفت النار بالشہوات" حفت کا لفظ آیا ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے آگ میں بھی ایسی ہی کشش ہے جیسے گناہ میں کشش ہے۔ لہٰذا بندۂ مؤمن کو اس کی ضرورت ہے کہ اس کو کوئی ایسا شخص مل جائے گناہ کی کشش سے دور کرے۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ انسان اپنی تدابیر

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

[1] فتح الباری ج ۱۱ کتاب الرقاق

[2] آل عمران - ۱۸۵

اس شمارے میں

۱	درس حدیث	مولانا ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی	۲
۲	انسانیت کے درد کا درماں	شمس الحق ندوی	۵
۳	ازدواجی زندگی	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۸
۴	ختم نبوت	علامہ سید سلیمان ندویؒ	۱۰
۵	تعلیم کا مشغلہ	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۳
۶	سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ	ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی	۱۶
۷	نعت شریف	اثر عباسی لکھنوی	۱۸
۸	علم عطیہ ربانی ہے	مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری	۱۹
۹	محمدؐ کا نام ہے (نعت)	قمر الحفیظ قمر	۲۱
۱۰	مسلمان بیوی	حکیم یوسف حسن	۲۲
۱۱	حکومت تو بس خدا کی ہے	قیصر حسین ندوی	۲۴
۱۲	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۲۵
۱۳	کیا ہے قدر و فاتم نے جانا نہیں	سید جاوید احمد	۲۶
۱۴	مطالعہ کی میز پر	مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری	۲۷
۱۵	عالمی خبریں	سید اشرف ندوی	۲۸

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی
۲۔ فی کاپی =/۱۰ روپئے کے حساب سے زرضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا ٹی کام سینٹی میٹر Rs-20/=
۲۔ کمیشن تو داد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O. Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH-(K.S.A)

برطانیہ
MR. M. AKRAM NADWI
O.C.I.S.
St. cross college
Oxford 0x1 3TU-U.K.

ساؤتھ آفریقہ
MR. M. YAHYA SALLO NADWI SB.
P.O. Box No. 388
Vereninging
(S. AFRICA)

قطر
MR. ABDUL HAI NADWI SB.
P.O. Box No. 10894
DOHA-QATAR

دبئی
MR. QARI ABDUL HAMEED NADWI SB.
P.O. Box No. 12525
DUBAI- (U.A.E.)

پاکستان
MR. ATAULLAH SB.
Sector A-50, Near sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI-31 (PAKISTAN)

امریکہ
DR. A.M. SIDDIQUI SB.
98-Conklin Ave
Woodmere
NEW YORK 11598 (U.S.A.)

اداریہ

شمس الحق ندوی

دکھی انسانیت کے درد کا درماں

جس طرح خالقِ کائنات نے انسان کو اپنی مخلوقات کا شاہکار بنایا ہے اور اس کو سب سے بلند و معزز ہونے کے شرف و نعمت سے نوازا ہے اسی طرح سے اس پر اپنی اور دوسری بے شمار نعمتوں کی بارش کی ہے اور اس پر ایسے انعامات فرمائے ہیں جن کا شمار مشکل ہے۔ ان انعامات و احسانات میں سب سے بڑا احسان اس کو عقل و فہم سے نوازنا ہے، یہی وجہ ہے کہ انسان نے اپنی پیدائش سے لے کر آج کے اس جدید ترقی یافتہ دور تک عقل و فہم کے اس انعام خاص سے فائدہ اٹھا کر غیر معمولی کارنامے انجام دیتا رہا ہے وہ اپنے سے بہت بڑی اور قوی مخلوق کو اپنے قابو میں کر کے اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور عہد بعہد نت نئی ایجادات و ترقیوں کی مہم سر کرتا ہے اور انسان کی یہی وہ صفت و خوبی ہے جس سے وہ حیوانات اور دوسری مخلوقات سے ممتاز ہوتا ہے اور ان کو مسخر کر لیتا ہے۔

ہم جب انسانی تاریخ کا، اس کی علمی و تمدنی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ نظر آتا ہے کہ ہر آنے والی نسل کے اہل علم نے پچھلوں کے نظریات اور تھیوریوں سے آگے بڑھ کر علم و فن اور ایجادات و اختراعات کے میدان ..... میں زندگی کے لئے نئے نئے وسائل زندگی اور سامان راحت تیار کئے ہیں جب سے انسانی تاریخ معلوم ہے اس وقت سے اب تک اس میں کہیں ٹھہراؤ نہیں پیدا ہوا۔ ہر اگلی صبح نئی ایجاد و ترقی کی خبر لے کر نمودار ہوتی ہے اور پچھلی تحقیقات و ایجادات اور علمی و فنی دریافت کو ناقص و غلط ثابت کر دیتی ہے جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے، اور یہ ناقابلِ انکار حقیقت سامنے آتی ہے کہ انسان جن معلومات کو حاصل کرتا ہے وہ ہر آن قابلِ تغیر اور غلطی اور خطا کا احتمال رکھتی ہیں، فکر انسانی کی ہزاروں سال کی تاریخ سے ہم کو یہ پتہ چلتا ہے کہ ساری ترقیوں کے باوجود کسی رائے کو استقرار اور دوام نہیں، نظریات و افکار برابر بدلتے رہے ہیں اور بدلتے رہتے ہیں اور صدیوں کی مسلمہ حقیقتیں خلاف واقعہ اور خلاف حقیقت بن کر رہ جاتی ہیں۔

اسی وجہ سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان علوم و فنون کا ہر آنے والا ماہر اپنے پچھلے کے نظریات کو غلط قرار دیتا ہے، اور اپنی دریافت و تحقیق کو حرف آخر بتاتا ہے۔ آج کے سائنس داں اور علم الاشیاء کے ماہرین جہاں تک پہونچے ہیں مستقبل کے سائنس داں اس سے بھی بہت آگے جا سکتے ہیں اور گذشتہ ثابت شدہ حقیقتوں کو غلط ثابت کر سکتے ہیں۔

اس کے برعکس اگر ہم ان انسانیت دوست اور انسانیت سے پیار کرنے والے، ان کی فلاح و کامیابی کے لئے تڑپنے اور بے کل رہنے والے لوگوں کے علوم کو دیکھیں جو نبی اور رسول کہلاتے ہیں، اور یہ علوم ان کو براہ راست خالق کائنات کی طرف سے بذریعہ وحی حاصل ہوتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ بعد میں آنے والا نبی یا رسول پہلے نبی یا رسول کے علوم کو غلط نہیں قرار دیتا بلکہ اس کی تصدیق کرتا ہے خواہ کئی کئی صدی کا فاصلہ کیوں نہ ہو، جہاں قطعاً کسی رواداری یا قومی اور وطنی لحاظ کا کوئی ادنیٰ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے لائے ہوئے علوم وہ علوم ہیں جن میں غلطی اور خطا کا تصور نہیں کیا جا سکتا، اس لئے کہ ان علوم کا سرچشمہ خالق کائنات ہے اس کی تعلیمات میں خطا و غلطی کا امکان کیسے ہو سکتا ہے کہ وہی سب کا خالق و بنانے والا ہے۔ تو کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے۔ "الا یعلم من خلق" لہٰذا اس کی طرف سے جو علم آئے گا اس میں کسی خطا و غلطی کا امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ انبیاء و رسول مختلف زمانوں اور علاقوں میں آتے رہے اور بعض وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ہی وقت و زمانہ میں الگ الگ علاقوں کے لئے نبی بھیجے گئے، اور ان کی ذمہ داری ایک خاص قوم اور خاص

علاقہ تک محدود رہی۔

اخیر میں اس خالق کائنات نے ایسا نبی بھیجا جو ہر زمانہ اور ہر ملک و قوم کے لئے اور قیامت تک کے لئے کافی ہو، وہ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو رہتی دنیا تک سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا چونکہ اب ان کے بعد کسی نئے نبی کو نہیں آنا ہے اس لئے خالق کائنات نے ان کے ذریعہ بھیجے ہوئے علوم کو انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے قیامت تک باقی رہنے کے حیرت انگیز انتظامات فرمائے۔

آپ پر جو کتاب اتاری گئی وہ کاغذ کے اوراق میں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سینوں میں اپنے ایک ایک نقطہ اور زیر و زبر دینی اس طرز ادا کے ساتھ جس طرح نبی کی زبان سے بیان ہوئی) کے ساتھ موجود ہے، پھر اس کی تشریح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ بھی اس حیرت انگیز طریقہ پر موجود ہے جو ایک معجزہ اور خرق عادت چیز معلوم ہوتی ہے۔ دنیا کی کسی بھی کتاب کو اس کے بیان کرنے والے کے حالات و فرمودات کا ہزارواں حصہ بھی اس طرح صحیح اور درست محفوظ نہیں جس طرح آخری نبی کی لائی ہوئی کتاب اور ان کے بیان کردہ حقائق و رہنما خطوط اور سیرت و کردار کی چھوٹی سی چھوٹی چیز محفوظ ہے۔

کہا جاتا ہے اور بڑے زور سے کہا جاتا ہے کہ کسی بات کے صحیح و غلط ہونے کی کسوٹی عقل انسانی ہے۔ لیکن یہاں ایک بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس کی عقل معیار اور کسوٹی مانی جائے دنیا میں نہ تو عقلوں کی کمی ہے نہ دعویٰ عقل کی، اگر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جائے گی کہ دنیا کے انتشار و خلفشار، فساد و بگاڑ اور ذہنی الجھاؤ کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم نے عقل انسانی کو آخری فیصلہ کن حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے۔ قرآن کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ پیروی اور اتباع اس کی کرو جو تم سے کسی صلہ کا طالب نہ ہو خواہ وہ صلہ کسی شکل میں ہو، اس لئے کہ صلہ کا طالب نہ ہونا ہی انسانیت کی سچی محبت اور صحیح خیر خواہ ہونے کی دلیل ہے، فرمایا:

"اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون" پیچھے چلو ایسوں کے جو تم سے صلہ نہیں مانگتے اور وہ سیدھے راستے پر ہیں۔

یعنی ان کی بات مانو جن کی بتائی ہوئی معلومات ہر عہد اور زمانہ میں اور قیامت تک کے لئے صحت و صداقت کے اعلیٰ معیار پر ہیں۔

ہمارے موجودہ زمانہ کے جدید تہذیب و تمدن اور ہمہ جہت وسعت و پھیلاؤ نے اگرچہ انسانوں کی آسائش و آرام کے لئے غیر معمولی اور ناقابل قیاس چیزوں کی ایجادات نے تصور و گمان سے زیادہ سامان راحت کی بہتات کر دی ہے لیکن اسی کے ساتھ ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ اس ترقی کے دور کی زندگی اجتماعی و انفرادی دونوں اعتبار سے نہایت انتشار و بے چینی کا شکار ہے، اور انسان اپنے اخلاق و کردار میں سامان تفریح و تعیش کی وجہ سے اپنے مقام بلند سے بہت نیچی سطح پر اتر آیا ہے اور..... اپنی انسانی خصوصیات و صفات کھو کر بھیڑیوں اور درندوں کی سطح پر اتر آیا ہے یہ وہ حقیقت ہے جس کے ثبوت یا دلیل کے لئے صرف ایک دن کا اخبار پڑھ لینا اور مختلف عنوانوں سے قتل و خونریزی اور خوفناک زندگی سے عاجز آکر خودکشی کے واقعات کا پڑھ لینا ہی کافی ہے۔ یہ بات بھی نہیں کہ یہ واقعات غیر تعلیم یافتہ جاہل و گنوار، آوارہ اور چوراچکوں کی سطح پر پیش آرہے ہیں بلکہ اونچی سوسائٹی پڑھے لکھے حتیٰ کہ سیاسی باز یگروں اور متمول لوگوں کی سطح پر اور اس سے بھی آگے بڑھ کر اب تو جو لوگ سیکورٹی اور حفاظت کے لئے چوراچکوں، قتل و غارت گری کرنے والوں کو پکڑنے اور سزا دینے کے لئے مقرر ہیں ان کے ذریعہ بھی پیش آرہے ہیں جس کا ذکر کبھی کبھار پریس میں آتا رہتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر جو لوگ عدل و انصاف کرنے مقدمات کا فیصلہ کرنے انصاف دلانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان تک کو خریدنے کے ڈورے ڈالے جا رہے ہیں اور اب اس کے بعد پھر کسی سے کیا گلہ کرے کوئی

ایسی نازک اور کٹھن گھڑی میں جب کہ انسانیت خودکشی کے لئے کمربستہ ہو چکی ہے اگر کوئی چیز اس کو تباہی و بربادی سے بچا سکتی ہے تو وہ تہذیب کی چمک دمک اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی نہیں بلکہ انبیاء کرام کی وہ یقینی تعلیمات بچا سکتی ہیں، جن کے سچے ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں جس کی کچھ تفصیل اوپر ذکر بھی کی جا چکی ہے صرف انھیں کی تعلیمات کے ذریعہ ہی انسانیت کو تباہی و بربادی سے بچایا جا سکتا ہے۔ کسی اور فلسفے اور تھیوری کے ذریعہ انسانی کنبہ تباہی سے نہیں بچ سکتا، پوری انسانی تاریخ شاہد ہے کہ کسی مفکر، کسی مدبر، کسی فلسفی، اور کسی معلم اخلاق نے حیات انسانی کے سفینہ کو ساحل مراد تک نہیں پہنچایا۔ بلکہ گتھیوں کے سلجھانے کے بجائے الجھایا زیادہ ہے۔

نبیوں نے آکر انسانیت کی ڈوبتی کشتی کو ساحل سے ہم کنار کیا ہے ورنہ دنیا کب کی ختم ہو چکی ہوتی، ہر نبوت اپنے دور میں انسانیت رسانی اور مردم گری کا کام کرتی رہی ہے جس کے سبب انسانی برادری کو مہلت ملتی رہی ہے اور خود فراموشی اور خدا فراموشی کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں نبوت کی شمع فروزاں ہی سے انسانیت کو روشنی ملتی ہے نبوت کے ان کارناموں میں جو زندگی کی پیشانی پر درخشاں و تاباں ہیں۔ سب سے روشن کارنامہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کارنامہ ہے جس کی سب سے

زیادہ تفصیلات تاریخ میں محفوظ ہیں جن کی طرف اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علوم و فنون کی نفی نہیں کی جن سے انسانوں کو آرام و راحت نصیب ہوتا ہے بلکہ کچھ حدود و قیود کے ساتھ اس کی ہمت افزائی فرمائی بلکہ شوق و رغبت دلایا ہے جس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم پودا لگا رہے ہو اور قیامت آجائے تب بھی وہ پودا لگا دو"۔

آپ کی تعلیمات کا مقصد اولیں یہ ہے کہ بندوں کا تعلق بندوں کے خالق سے جوڑا جائے

پھر زندگی گزارنے کے وہ گرانقدر اصول بتائے جائیں جن میں خالق کی رضا اور مخلوق خالق کا نفع مدنظر ہو۔ آپ نے صرف وہ اصول بتائے بلکہ ان کو برت کر دکھائے جو رہتی دنیا تک کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں تفصیل میں نا جا کر سیرت نگار نبوی حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کے خطبات مدراس کا ایک اقتباس پیش کر دینے ہی پر اکتفا کرتے ہیں جو آئینہ حقیقت نما کی حیثیت رکھتا ہے مولانا سید سلیمان ندویؒ اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں "پٹنہ کے مشہور واعظ اسلام ماسٹر حسن علی مرحوم جو "نور اسلام" نام کا ایک رسالہ نکالتے تھے۔ اس میں انھوں نے اپنے ایک ہندو تعلیم یافتہ دوست کی رائے لکھی ہے۔ کہ اس نے ایک دن ماسٹر صاحب سے کہا کہ میں آپ کے پیغمبر کو دنیا کا سب سے بڑا کامل انسان تسلیم کرتا ہوں۔ انھوں نے پوچھا ہمارے پیغمبر کے مقابلہ میں تم حضرت عیسیٰؑ کو کیسا سمجھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ محمدؐ کے مقابلے میں عیسیٰؑ ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کسی دانائے روزگار کے سامنے ایک بھولا بھالا بچہ بیٹھا ہوا میٹھی میٹھی باتیں کر رہا ہو۔ انھوں نے دریافت کیا کہ تم کیوں پیغمبر اسلام کو دنیا کا کامل ترین انسان جانتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ مجھ کو ان کی زندگی میں بیک وقت اس قدر متضاد اور متنوع اوصاف نظر آتے ہیں جو کسی ایک انسان میں تاریخ نے کبھی یکجا کر کے نہیں دکھائے۔ بادشاہ ایسا کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو اور بے بس ایسا کہ خود اپنے کو بھی اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے قبضہ میں دولت مند ایسا ہو کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوتے اس کے دارالحکومت میں آرہے ہوں۔ اور محتاج ایسا کہ مہینوں اس کے گھر چولہا نہ جلتا ہو اور کئی کئی وقت اس بے فاقے سے گزر جاتے ہوں، سپہ سالار ایسا ہو کہ مٹھی بھر آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرق آہن فوجوں سے کامیاب لڑائی لڑا ہو اور صلح پسند ایسا کہ ہزاروں پر جوش جاں نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چوں و چرا دستخط کر دیتا ہو۔ شجاع اور بہادر ایسا ہو کہ ہزاروں کے مقابلہ میں تن تنہا کھڑا ہو۔ اور نرم دل ایسا کہ کبھی اس نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو۔ باتخلق ایسا ہو کہ عرب کے ذرہ ذرہ کی اس کو فکر، بیوی بچوں کی اس کو فکر، غریب و مفلس مسلمانوں کی اس کو فکر، خدا کی بھولی ہوئی دنیا کے سدھار کی اس کو فکر، غرض سارے سنسار کی اس کو فکر ہو۔ اور بے تعلق ایسا کہ اپنے خدا کے سوا کسی اور کی یاد اس کو نہ ہو۔ اور اس کے سوا ہر چیز اس کو فراموش ہو۔ اس نے کبھی اپنی ذات کے لیے اپنے برا کہنے والوں سے بدلہ نہیں لیا اور اپنے ذاتی دشمنوں کے حق میں دعائے خیر کی اور ان کا بھلا چاہا، لیکن خدا تعالیٰ کے دشمنوں کو کبھی اس نے معاف نہیں کیا۔ اور حق کا راستہ روکنے والوں کو ہمیشہ جہنم کی دھمکی دیتا اور عذاب الٰہی سے ڈراتا رہا۔ عین اس وقت جب اس پر ایک تیغ زن سپاہی کا دھوکہ ہوتا ہو۔ وہ ایک شب زندہ دار زاہد کی صورت میں جلوہ نما ہو جاتا ہے عین اس وقت جب اس پر کشور کشا فاتح کا شبہ ہو، وہ پیغمبرانہ معصومیت کے ساتھ سامنے آجاتا ہے۔ عین اس وقت جب ہم اس کو شاہ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھا درویش نظر آتا ہے عین اس دن جب عرب کے اطراف سے آکر اس کے صحن مسجد میں مال و اسباب کا انبار لگا ہوتا ہے اس کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہے عین اس عہد میں جب لڑائیوں کے قیدی مسلمانوں کے گھروں میں لونڈی و غلام بن کر بھیجے جا رہے ہیں فاطمہ بنت رسول اللہ جاکر اپنے ہاتھوں کے چھالے اور سینہ کے داغ باپ کو دکھاتی ہیں جو چکی پیستے پیستے اور مشکیزہ بھرتے بھرتے ہاتھ اور سینہ پر پڑ گئے تھے عین اس وقت جب آدھا عرب اس کے زیر نگیں ہوتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر دربار ہوتے ہیں ادھر ادھر نظر اٹھا کر شانۂ نبوت کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں آپ ایک کھردری چارپائی پر آرام فرما رہے ہیں جسم مبارک پر بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں۔

اب اخیر میں ہم یہ کہیں گے اگر آج کے عقلاء سائنسداں اور ماہرین نفسیات یقین رکھتے ہیں کہ یہ دنیا انسانی مزاجوں اور انسانی صلاحیتوں اور استعدادوں اور اختلاف کا نام ہے تو یقین کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع شخصیت کے سوا بنی نوع انسان کا کوئی آخری اور رائی اور عالمگیر راہ نما نہیں ہو سکتا ہے

آج کی دکھی انسانیت اگر سکون و چین سے ہم کنار ہونا چاہتی ہے تو اس کو وہی راہ اپنانی پڑے گی جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور چل کر تربت کر بلکہ انسانوں کے ایک بہت بڑی تعداد کو اس سانچہ میں ڈھال کر اور چلا کر بھی دکھا دیا ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ازدواجی زندگی کے رہنما خطوط

مولانا قاری عبدالحمید ندوی (دہلی) کی صاحبزادی کا خطبۂ نکاح حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ نے پڑھا، اس موقع سے خطبہ میں پڑھی جانے والی آیتوں کی حضرت مولانا نے نہایت معنی خیز تشریح فرمائی جو گویا ازدواجی زندگی ہی نہیں بلکہ پوری زندگی کا دستور عمل ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ ناظرین ہے

حمد وثنا وخطبۂ مسنونہ کے بعد!

حضرات! آپ کے سامنے جو آیتیں پڑھی گئیں وہ نکاح کے خطبہ کی آیتیں ہیں اور وہ مشہور ہیں ثابت ہیں، ان میں پورا پیغام ہے، خوشگوار فریضہ کے لئے بھی اور ساری عمر کے لئے بھی، اور ساری زندگی کے لئے ضابطۂ حیات اور ہدایات ہیں، اور پوری زندگی کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام اور اس کی ہدایات کا ذکر آگیا ہے۔ یہ آیت سورۃ النساء کی ہے، اسی سے عورتوں کا درجہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نام ایک طویل سورۃ نازل ہوئی جس کا نام سورۂ نساء ہے اس سے معلوم ہوا کہ پورے اسلامی معاشرے میں عورتوں کا ایک درجہ، ان کا ایک مقام ہے اور ان کے حقوق ہیں اور اس کے فرائض ہیں، ان کے بارے میں احکامات ہیں جیسا کہ پہلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ سے خطاب کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ انسانی حیثیت رکھتا ہے، قلبی حیثیت رکھتا ہے، یٰاَیُّھَا النَّاسُ سے خطاب کیا گیا ہے کہ اے انسانو! کہ جب تم انسان ہو، تمہاری ضروریات ہیں فطری تقاضے بھی ہیں بلکہ شرعی، فطری، اخلاقی تقاضہ یہ ہے کہ ایک رفیق حیات ہو، کوئی بھی ایسا جوڑا ہو، جس سے وہ اپنی زندگی کو شرعی طریقے پر بھی، طبعی طریقے پر بھی اور فطری طریقے پر بھی مکمل کر سکے، خود اللہ نے خطاب کیا ہے کہ اے لوگو! ڈرو اور لحاظ کرو اپنے پروردگار کا کہ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اس کا جوڑا بھی پیدا کیا۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ یہ ایک حکیمانہ آغاز ہے تقریب کا، نکاح کا کہ دو ہستیوں کو معمولی بات نہ سمجھو ایک ہی ہستی تھی آدم علیہ السلام کی، اللہ نے اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور دونوں کو صحیح طریقے سے ملایا اور پھر ایسی برکت دی کہ ساری دنیا انسانی آبادی سے بھر گئی۔ اور بقول علامہ اقبال ؎

"ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد"

اس کو بنی آدمؑ نے آباد کیا اور یہ نتیجہ تھا اس فکری، اخلاقی، قانونی تعلق کا جو دونوں میں ہوا "وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً" کہ وہ دونوں جو اللہ کے حکم سے ملے اور انھوں نے ازدواجی تعلق قائم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے نتیجہ میں لاتعداد مرد اور عورتیں پیدا کر کے دنیا کو آباد کیا۔ فرمایا: "وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ" ڈرو اور لحاظ کرو اپنے پروردگار کا کہ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، تم نے کیسا نازک سوال کیا تھا، ایک شریف خاندان سے اس کی بیٹی مانگی تھی، اس کے لئے کوئی جواز اور گنجائش نہیں تھی، کوئی جرأت نہیں تھی لیکن اللہ کے نام کو بیچ میں لائے کہ آپ بھی مسلمان ہیں ہمیں جوڑے کی ضرورت ہے، ہمارے بیٹے کو ایک رفیق حیات کی ضرورت ہے، تم نے اس رب العزت کے نام پر اس موقع پر زبان سے یہ لفظ نکالا اور فائدہ اٹھایا (کہ آپ بھی مسلمان ہیں ہم بھی مسلمان ہیں) لیکن شادی کے بعد پھر اس نام کو نہ بھول جانا کہ کام نکال لیا، کام چل گیا بس اب کیا ہے، اذانوں میں جب یہ نام لیا جائے تو نماز کو جاؤ، اور جب کسی کام پر آمادہ کیا جائے کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو اس پر تم سر جھکاؤ اور جب شریعت کا کوئی مسئلہ آجائے تو اس کو مان لو چاہے جتنا ہی نقصان ہو جائے۔ جب کہا جائے یہ زندگی کی ضروریات اور فرائض ہیں ان کو بھی شرعی طریقے پر ادا کیا جائے، جو رسم ورواج داخل ہو گئے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں بس "آمَنَّا وَصَدَّقْنَا" ہم نے مانا اور تسلیم کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ): اس اللہ کے نام کو فراموش مت کرنا۔ اگر اللہ کے حوالے سے قرآن کریم کے حوالے سے کوئی بات کی جائے، تو برداشت نہ کرو کام نکال لیا، اپنا مطلب نکال لیا اسی لئے فرمایا: اور رشتوں کا بھی خیال کرنا، نئے رشتے سے دوسرے رشتے بے کار نہیں ہو جاتے، ماں، ماں رہے گی، بہنیں، بہنیں رہیں گی، بھائی، بھائی رہیں گے اور اسی طریقے سے جو گھر کے افراد ہیں، ان کے جو حقوق ہیں وہ ان پر باقی رہیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ اگر تم کہو کہ اس کو کون دیکھتا ہے سب الگ ہو جائیں گے اس کے بعد ہم جو چاہیں گے کریں گے، نہیں! اللہ تمہارے اوپر نگراں ہے، یہ نہیں کہ بس یہ نکاح کے گواہ ہیں جن کے گواہ بننے سے نکاح ہوا بلکہ فرشتے بھی گواہ ہیں، اللہ گواہ ہے جو عالم الغیب والشہادہ ہے وہ فرماتا ہے ہم یہ دیکھیں گے کہ تم نے ایسا کیوں کیا تم نے اپنا کام کر لیا اس کو شریعت سے کوئی مطلب نہیں، تم

ہمارا نام لے کر ایک شریف باعزت خاتون کو اپنے گھر لے آئے تو اس سلسلے میں ہمارا حکم یہ ہے: "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ" (اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہئے اس سے ڈرنا)۔ نکاح کے موقع پر سہرے پڑھے جاتے ہیں، مبارکباد دی جاتی ہے لیکن خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر آنے والی گھڑی کو بھلاتا نہیں ہے وہ نہیں چاہتا ہے کہ اس کو بھلایا جائے، نکاح مبارک ہو یہ تقریب مبارک ہو اور گھر کی آبادی مبارک ہو۔ لیکن یہ نہ بھولو یاد رکھو! جب تم دنیا سے جاؤ تو جیسے تم آج نکاح کا اقرار کرتے ہو کہ ہم نے مانا اور قبول کیا، ایسے ہی جب دنیا سے جاؤ تو کہو کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، شریعت پر ایمان رکھتے ہیں یہاں کے قبول کرنے سے محدود اور مخصوص قسم کی آزادی حاصل ہوگی زندگی کا نیا مزہ آئے گا لیکن اس کا کلمہ پڑھنے سے ہمیں جنت ملے گی۔

اسی لئے کہا گیا: "اِتَّقُوا اللّٰهَ" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، سچی پکی بات زبان سے نکالو، سوچ کر کہو اور کہہ کر سمجھو کہ ہم نے اقرار کیا، ہم نے ایجاب وقبول کیا پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار کر دیتے ہیں، خبردار کر دیتے ہیں اور تیار کر دیتے ہیں کہ بات سمجھ کر کہو جب کہا جائے کہ یہ مہر تم کو منظور ہے، قبول ہے اس کے فرائض میں شرعی تقاضے ہیں۔ اخلاقی تقاضے ہیں قانونی تقاضے ہیں، ان کو پورا کرو۔

اللہ تمہارے اعمال درست فرمادے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، عام طور سے نکاح کی تقریب کو ایک رسمی، فکری اور معاشرتی تقریب سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ عبادت ہے اس کے بعد جو زندگی گزرے گی وہ عبادت میں گزرے گی اور جیسا کہ اس زمانے کے شاہ محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ آدمی جب تک نماز پڑھتا ہے تب تک ثواب ملتا ہے، سلام پھیرا تو ثواب ختم ہو گیا لیکن نکاح کرنے کے بعد سے آخر وقت تک ثواب ملتا رہے گا، کام کر لائے گا کھلائے گا۔ اس نیت سے ثواب ملے گا، محبت کے ساتھ بولے گا، ساتھ رہے گا اس کا ثواب برابر ہے گا۔ فرمایا: "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا" جو اللہ کے حکم کی اطاعت کرے گا تو وہ پورے طور پر کامیاب ہوا۔

(بقیہ) ختم نبوت

حصول کا ذریعہ ایمان اور تقویٰ کی تکمیل ہے اور دوسری یہ کہ ایسے لوگوں کا نام جن کو یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ اولیاء اللہ میں ہوگا اور اس لیے ان کے اس رتبہ کا نام ولایت ہوگا۔ اس کو جزوی نبوت لغوی نبوت، مجازی نبوت۔ نبوت ناقصہ وغیرہ کے الفاظ سے ادا کرنا ایسی لفظی گمراہی ہے جو معنوی گمراہی کی طرف مفضی ہے اور اس سے شرک فی النبوۃ کی اسی طرح برائیاں پیدا ہوں گی بلکہ ہو گئیں اور ہو رہی ہیں جس طرح حضرت عیسیٰؑ کو مجازی معنوی میں ابن اللہ کہہ کر حقیقی معنوں میں عیسائی شرک فی التوحید میں مبتلا ہو گئے کیوں کہ ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ ہو چکا دین کی تکمیل ہو چکی دنیا میں خدا کا آخری پیغام دعوت محمدی نے ذریعہ سامعہ نواز ہو چکا۔ معمار قدرت اپنی عمارت میں اس آخری پتھر کو اپنی جگہ پر رکھ کر اپنی تعمیر پوری کر چکا درجہ بدرجہ ستاروں کے طلوع کے بعد وہ خورشید انور طالع ہوا جس کے لیے غروب نہیں طرح طرح کی بہاروں کے آنے کے بعد باغ کائنات میں وہ سدا بہار موسم آگیا جس کے بعد خزاں نہیں۔

دعائے مغفرت

تعمیر حیات کے قدیم قاری شاہ محمد فخر الزماں ایڈوکیٹ کا ۳۰ جون ۱۹۹۶ء کو انتقال ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ندوۃ العلماء اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی سے خصوصی تعلق رکھتے تھے وہ تعمیر حیات کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

تمام قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

بچوں کے لیے قرآن فہمی کی سمت ایک کامیاب کوشش

پارہ عم کی دس سورتیں

مع ترجمہ وتفسیر ——— تالیف: ——— پروین خلیل

کتاب کا پہلا حصہ جس میں پارہ عم کی دس سورتیں مع ترجمہ وتفسیر شامل ہیں شائع ہو چکا ہے اور دوسرا حصہ زیر طباعت ہے۔

صفحات ۸۸۔ طباعت: اردو کمپیوٹر۔ ہدیہ: ۱۵/ روپیہ۔ (محصول ڈاک علیحدہ)

نوٹ:۔ دینی مدارس کے لیے خصوصی رعایت رہے گی۔

شائع کردہ:۔ اردو مدرسہ اسلامیہ

سنگاریڈی ضلع میدک۔ اے۔ پی (انڈیا) 502001

ختم نبوت

علامہ سید سلیمان ندوی رح

یہ رعب و نصرت، یہ پیروں کی کثرت، یہ سجدہ گاہِ عام، یہ اعجاز دوام، یہ جوامع الکلمی، یہ دعوت عمومی، یہ تکمیل دین، یہ آیات مبین، خود اس بات کے دلائل ہیں کہ آپ کے وجود اقدس پر تمام پیغمبرانہ نعمتوں کا خاتمہ ہوگیا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ منتہی (ختم) ہوگیا اور اب دنیا کسی نئے آنے والے وجود سے مستغنی ہوگئی اس لیے قرآن پاک نے عہد نبوت کے سب سے بڑے مجمع میں یہ اعلان عام کیا کہ:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (مائدہ)

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لیے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند کیا۔

یہ آیت جو ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو نازل ہوئی اس بات کی بشارت تھی کہ نبوت جس کا مقصد دین کی عمارت میں کسی نہ کسی اینٹ کا اضافہ تھا وہ آج تکمیل کو پہنچ گئی، اس سے پہلے سنہ ۵ھ میں بھی یہ بشارت ان الفاظ میں گوش گزار ہوچکی تھی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب)

ترجمہ:۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا کے پیغمبر اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔

ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جاسکے اسی سے اس کے دوسرے معنی کسی شئے کو بند کرکے اس پر مہر کرنے کے ہیں۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکلتی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر گئی ہے اور چونکہ یہ عمل مہر سب سے

یہ رعب و نصرت، یہ پیروں کی کثرت، یہ سجدہ گاہِ عام، یہ اعجاز دوام، یہ جوامع الکلمی، یہ دعوت عمومی، یہ تکمیل دین، یہ آیات مبین، خود اس بات کے دلائل ہیں کہ آپ کے وجود اقدس پر پیغمبرانہ نعمتوں کا خاتمہ ہوگیا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ منتہی (ختم) ہوگیا۔

آخر میں کیا جاتا ہے اس کے معنی انتہا اور ختم کرنے کے بھی آتے ہیں قرآن مجید میں یہ معنی مستعمل ہوتے ہیں مثلاً۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ (یٰسٓ)

آج قیامت کے دن کے منہ پر مہر لگادیں گے (یعنی بند کردیں گے کہ بول نہ سکیں۔

یہاں ختم کے معنی بند کردینے کے بالکل ظاہر ہیں

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (بقرہ)

خدا نے ان (کافروں) کے دلوں پر مہر لگادی ہے (یعنی ان کے دلوں کے دروازے بند کردیئے) کہ باہر سے جو نصیحت اور ہدایت کی باتیں وہ سنتے ہیں وہ ان کے دلوں کے اندر نہیں گھستیں اور بے اثر رہتی ہیں۔

وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ (جاثیہ)

اور خدا نے ان کے کان اور دل پر مہر لگادی (یعنی اس کے کان اور دل بند کردیئے) کہ اس کے کان کے اندر دعوتِ رسول کی آواز اور اس کے دل کے اندر اس آواز کا اثر نہیں جاتا۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ (مطففین)

اہل جنت پلائے جائیں گے وہ شراب جس پر مہر لگی ہوگی۔

وہ سربمہر یعنی بند ہوگی۔ جو اس بات کا ثبوت ہوگا کہ یہ خالص شراب ہے یہ کھلی نہیں کہ اس کے اندر کی خوشبو باہر نکل گئی ہو۔ اور نہ اس کے اندر باہر سے کوئی چیز کسی نے ملادی ہے جس سے اس کی تیزی کم ہوگئی ہو اس کے بعد یہ آیت ہے۔

خِتَامُهٗ مِسْكٌ (مطففین)

اس کی مہر مشک ہوگی (یا) اس شراب کا آخر مشک ہوگا۔ یعنی اس کے ہر گھونٹ کے پینے کے بعد مشک کی بو اس میں سے نکلے گی۔ یا یہ معنی کہ بوتل یا صراحی کا منہ غایت صفائی اور نزاہت کی غرض سے دنیا کی طرح مٹی لاکھ یا موم کے بجائے مشکِ خالص سے بند ہوگا۔

بہرحال ان تمام استعمالات سے یہ بالیقین معلوم ہوگا کہ اس لفظ کے عمومی اور مشترک معنی کسی چیز کے بند کرنے کے ہیں لفظ خاتم کی دو قراتیں ہیں مشہور قرأت تو خاتم (بکسر تاء) کی ہے

لہ دیکھو لسان العرب و صحاح جوہری و اساس البلاغۃ زمخشری۔

جس کے معنی ختم کرنے والے کے ہوئے اور دوسری قرأت خاتم کی ہے جس کے معنی ہیں وہ شئی جس کے ذریعہ سے کوئی شئے بند کی جائے اور اس پر مہر لگائی جائے تاکہ وہ کھولی نہ جاسکے اور اس کے اندر کوئی چیز باہر سے جائے الغرض دونوں حالتوں میں آیتِ پاک کا حاصل معنی ایک ہی ہوگا۔ آپ کا وجود پیغمبروں کے سلسلہ کو بند کرنے والا اور ان پر مہر لگا دینے والا ہے کہ پھر آئندہ کوئی نیا شخص اس جماعت میں داخل نہ ہوسکے۔

آیتِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ تمہارے وہ ظاہری باپ نہیں ہیں جس کے رشتہ کی بنا پر وراثت اور حرمتِ نکاح وغیرہ کے احکام جاری ہوتے ہیں بلکہ وہ روحانی باپ (رسول) اور سب سے آخری روحانی باپ (خاتم النبیین) ہیں اس لیے باپ ہونے کے ظاہری احکام کے بغیر آپ سے وہی پدرانہ محبت رکھنی چاہیے۔ اور اسی طرح آپ کی پدرانہ اطاعت کرنی چاہیے۔

احادیثِ صحیحہ میں لفظ خاتم النبیین کی تشریح بالکل صاف اور واضح ہے مسند احمد میں حضرت ثوبانؓ اور حضرت حذیفہؓ اور ترمذی میں صرف حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس کے قریب جھوٹے نبی پیدا ہوں گے۔

وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

بے تحقیق میں نبیوں کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

لانبی بعدی خاتم النبیین کی تفسیر و تشریح ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے بعد پھر کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ آپ نے تکمیل دین اور ختم نبوت کی جو مشہور تمثیل بیان کی ہے اور جس کو ہم اس سے پہلے لکھ چکے ہیں اس سے بھی لفظ خاتم النبیین کی پوری تفسیر ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کوئی عمدہ محل بنوایا ہو، لوگ اس کو آکر دیکھتے ہیں اور اس کی عمدگی اور خوبصورتی پر عش عش کرتے ہیں لیکن اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے تو کہتے ہیں کہ اگر یہ اتنا ناتمام رہ جاتا تو خوب نہ ہوتا اس کے بعد مختلف روایتوں میں حسب ذیل الفاظ ہیں۔

فانا تلک اللبنۃ ؎ تو میں وہی آخری اینٹ ہوں

فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین ؐ

میں نبیوں کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

تو میں وہی آخری اینٹ ہوں اور سب پیغمبروں کا خاتم ہوں۔

فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء ؎ تو اس آخری اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا تو پیغمبروں کا سلسلہ ختم کردیا۔

وانا فی النبیین موضع تلک اللبنۃ ؐ

میں پیغمبروں میں اسی آخری اینٹ کی جگہ ہوں۔

آنحضرتؐ نے دیگر انبیاءؑ کے مقابلہ میں اپنے جو مخصوص فضائل گنائے ہیں ان میں ایک ختم نبوت بھی ہے چنانچہ صحیح مسلم (کتاب المساجد) ترمذی (کتاب السیر باب الغنیمۃ) اور نسائی میں ہے آپ نے فرمایا وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ اور انبیاء مجھ سے ختم کیے گئے۔

سنن دارمی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ: اور پیغمبروں کا خاتم ہوں اور اس پر فخر نہیں۔ (باب اکرام النبی ؐ)

آپ کا خاتم نبوت ہونا کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ یہ آپ کی وہ خصوصیت تھی جو آپ کے لیے روز ازل سے مقرر ہوچکی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

انی عبد اللہ خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ۔ میں خدا کا بندہ اور خاتم انبیاء تھا اور آدم ہنوز اپنے عنصر خاکی میں پڑے تھے۔

آپ کا خاتم نبوت ہونا کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ یہ آپ کی وہ خصوصیت تھی جو آپ کے لیے روز ازل سے مقرر ہوچکی تھی۔

حضرت علیؓ کو جب آپؐ نے اہل بیت کی نگرانی کے لیے مدینہ چھوڑ کر تبوک جانا چاہا اور حضرت علیؓ نے ہمرکاب نہ ہونے پر ملال خاطر ظاہر کیا تو آپ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا:

الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی

کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم میں اور مجھ میں وہ نسبت ہو جو ہارون اور موسیٰ میں تھی لیکن یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیح مسلم (مناقب علیؓ) میں یہ الفاظ ہیں۔

غیر انہ لا نبی بعدی الا انہ لا نبوۃ بعدی: لیکن یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں لیکن یہ کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بنو اسرائیل کی نگرانی اور سیاست انبیاء

لہ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ احزاب تاریخ امام بخاری

۲ جلد ۴ ص ۲۷۵ ۳ جلد ۴ ص ۲۹۶ اس روایت میں ۲۷ تعداد لکھی ہے جن میں چار عورتیں ہوں گی بقیہ کتاب العتق ۴ بخاری و مسلم باب خاتم النبیین ۵ بخاری باب خاتم النبیین و صحیح مسلم ۶ صحیح مسلم باب مذکور۔ ۷ باب فضائل النبی ترمذی عن ابی بن کعب

کرتے تھے ایک نبی جب مرتا تھا تو دوسرا نبی پیدا ہوتا تھا۔

وانہ لا نبی بعدی

بے تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

جامع ترمذی[1] اور مستدرک[2] میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کی مدح میں فرمایا۔

لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو وہ خطاب کے بیٹے عمر ہوتے۔

عربی زبان جاننے والے کو معلوم ہے کہ "لو" امر محال کے لیے آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کا آنا محال ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ خدا میرے ذریعہ سے کفر کو محو کرے گا، میں حاشر ہوں کہ خدا میرے پیچھے سب کو جمع کرے گا۔ اور میں عاقب آخری ہوں الذی لیس بعدہ نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔[3] جامع ترمذی اور بعض دوسری کتابوں میں آخری فقرہ[4] الفاظ میں ہے الذی لیس بعدی نبی یعنی میں وہ عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔[5]

صحیح بخاری میں آپؐ کا ارشاد ہے کہ خوشخبریوں کے سوا نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا، صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ خوشخبریاں کیا ہیں؟ فرمایا رویائے صالحہ[6] (یعنی اچھے خواب) بڑھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو اپنے امور غیب سے مطلع کرنے کی متعدد ذرائع مقرر کئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک رویائے صالحہ بھی ہے اسی لیے احادیث میں آیا ہے کہ نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو مومن کا رویائے صالحہ[7] ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم سے پہلے قوموں میں محدثین (بات کیے گئے) ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمرؓ ہیں[8] حدیث کے محدث کے معنی مُلْہَم کے لکھے ہیں۔

غرض ختم نبوت کے بعد اب جو نعمت اہل ایمان کے لیے باقی رہ گئی ہے وہ صرف دو ہیں۔ رویائے صالحہ اور الہام۔ لیکن چونکہ نبی کے سوا کوئی انسان معصوم نہیں اور نہ اس کی سچائی کی کوئی قطعی شہادت موجود ہے اس لیے کسی مومن کے رویائے صالحہ اور الہامات کسی دوسرے شخص پر بلکہ خود اس پر بھی حجت نہیں اور ان کے منجانب اللہ ہونے کا یقین کامل کرنا اور ان کی اطاعت و پیروی کرنا اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دینا اور ان کی صداقت پر تحدی کرنا ضلالت و گمراہی ہے۔ ان رویائے صالحہ اور الہامات کے ذریعہ سے جو چیز مومن کو دی جاتی ہے وہ احکام نہیں ہوتے بلکہ صرف خوشخبریاں ہوتی ہیں یعنی امور غیب اور مستقبل کے کچھ اطلاعات اور مناظر۔

مسند ابن حنبل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے مرض الموت میں حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھایا، حضرت ابوبکرؓ امام تھے اور صحابہ کرام صف بستہ پیچھے، اس وقت یہ آخری اعلان فرمایا۔

یا ایھا الناس لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرویا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ (ج ۱ ص ۲۱۹)

اے لوگو! نبوت کی خوشخبریوں (نبی ذرائع علم و خبر ہیں) میں سے اب کوئی چیز باقی نہیں رہی لیکن ایک رویائے صالحہ جو مسلمان اپنے متعلق آپ دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے متعلق دیکھے۔

اس سے صاف ہوگیا کہ رویائے صالحہ شخصی احوال و مناظر سے متعلق ہے: اسی کتاب میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہمارے مقصد کے اثبات کے لیے اس سے بھی زیادہ صاف اور واضح ہے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن مجلس نبوی میں خدام حاضر تھے آپؐ نے فرمایا:۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ تو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا۔ اور نہ کوئی نبی۔

صحابہؓ پر یہ بات سخت گذری تو آپؐ نے فرمایا: ولکن المبشرات، لیکن خوشخبریاں باقی ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ خوشخبریاں کیا ہیں؟ فرمایا مرد مومن کی رویائے صالحہ وہ جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے[9]

یہ تمام حدیثیں حقیقت میں جیسا کہ ترمذی[10] و حاکم میں ہے اس آیت کی تفسیر ہیں:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ۔

ہاں اولیائے الٰہی کو کوئی خوف اور غم نہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کو دنیا و آخرت میں بشارت ہے۔

صحابہ نے پوچھا کہ دنیا میں ان کے لیے بشارت کیا ہے؟ فرمایا رویائے صالحہ! اس آیت پاک سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ ان مبشرات کے

(باقی صفحہ ۹ پر)

[1] مناقب عمر ج ۲ ص ۸۵ [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم مسند ابن حنبل جلد ۴ ص [3] فتح الباری شرح بخاری ج ۶ ص ۴۶۱ [4] صحیح بخاری۔

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر و صحیح مسلم کتاب الرویا و مسند ابن حنبل [2] بخاری و مسلم و ترمذی مناقب عمرؓ

[6] مسند ابن حنبل جلد ۳ و ترمذی کتاب الرویا۔ [7] تفسیر سورۂ یونس و کتاب الرویا مستدرک حاکم تفسیر یونس

تعلیم کا مشغلہ اعلیٰ انسانی مشغلہ ہے

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

۱۷ر صفر المظفر ۱۴۱۸ھ کو ناظم مہد سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہیت مولو لکھنؤ کی فرمائش پر جناب مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء) مہد سیدنا ابی بکر الصدیقؓ میں تشریف لائے اور مشغلۂ تدریس، دینی و تربیتی تعلیم اور اس کی ذمہ داری کی ادائیگی کے سلسلہ میں مہد کے اساتذۂ کرام سے خطاب فرمایا۔ یہ خطاب اپنی افادیت و اہمیت کے اعتبار سے اہم تھا۔ لہٰذا خیال ہوا کہ تعمیر حیات میں شائع کر دیا جائے تاکہ مدارس اسلامیہ میں تدریسی فریضہ انجام دینے والے حضرات خصوصاً نوجوان مدرسین اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ (ادارہ)

مولانا نے فرمایا کہ ایمان جذبۂ عمل کی بڑی طاقت اور انسانی کردار کے لئے بڑی مہمیز ہے اور اس لحاظ سے وہ انسان کے لئے بڑی نعمت ہے یہ نعمت جب حاصل ہوتی ہے تو آدمی میں کایا پلٹ پیدا کر دیتی ہے۔ اس کو مشکل سے مشکل کام پر آمادہ کر دیتی ہے اور پختہ سے پختہ عادت کو چھڑا دیتی ہے۔

انسان کے لئے کسی بھی کام کو انجام دینے کے لئے اس کام کی ضرورت، اہمیت اور نافعیت پر یقین ہونا سب سے اولین اہمیت رکھتا ہے، یہ معاملہ دل میں بیٹھ جانے والے یقین و اعتماد کا، جس کسی امر کے بارے میں ہو جس کسی کام کی اہمیت و افادیت کے بارے میں ہو جس کسی غرض کے لئے ہو اس کے اثر سے انسانی کام کے زبردست نتائج اور بہترین ثمرات سامنے آتے ہیں اور ایمان کی یہ طاقت خدائے واحد کے ساتھ اور اس کے رسولؐ برحق کے ساتھ ہو تو کام میں نورانیت بھی پیدا ہوتی ہے، بہترین نتائج بھی حاصل ہوتے ہیں اور آخرت کی سرفرازی بھی ملتی ہے، ایمان سے اولاً کام کی اہمیت و افادیت پر یقین ہوتا ہے، اور دل عزم و ہمت سے پر ہو جاتا ہے، دل سارے جسم کا سردار ہے۔ اس میں کام کی اہمیت اچھی طرح سے بیٹھ جائے، اس میں اذعان و ایقان کی کیفیت پیدا ہو جائے، تو پھر اس کے تحت کئے جانے والے کام کے انجام پانے میں رکاوٹ ختم ہو جاتی ہے، جب دل میں کسی کام کے متعلق یقین کی کیفیت راسخ ہو جاتی ہے تو وہ کام صحیح طور پر اور مکمل ڈھنگ سے

ایمان جذبۂ عمل کی بڑی طاقت اور انسانی کردار کے لئے بڑی مہمیز ہے

انجام پاتا ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو اور بڑا نتیجہ خیز ہتا ہے۔ چنانچہ خدا کی ربوبیت پر یقین، آخرت پر یقین، اللہ کے رسولؐ برحق اور ان کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین، وہ ایمان ہے جو معجزانہ سطح کے نتائج ظہور میں لاتا ہے خدا کے بھیجے ہوئے رسولوں اللہ کے اصحاب کرام اور امت اسلامیہ کے اسلاف عظام کی زندگیاں اس کی شاہد عدل ہیں۔ ان کا کام زیادہ خوبی اور معیاری انداز میں انجام پاتا تھا۔ اور اس کے اچھے نتائج و ثمرات مرتب ہوتے تھے۔ مشکل اور دشوار ترین کام ان کے لئے آسان اور سہل ہو جاتا تھا حتیٰ کہ مقصد اعلیٰ کے لئے گردن کا کٹانا، اللہ کے راستے میں ہر طرح کی قربانی دیدینا ان کے لئے معمولی بات تھی، وجہ اس کی صرف یہ تھی کہ دین کی اہمیت ان کے دل میں جاگزیں ہو چکی تھی۔

دین و دنیا کا نظام اسی حقیقت و فلسفہ پر قائم و دائم ہے، ایمان کی طاقت نہ ہو اور کام پر دل مطمئن نہ ہو تو انسان یا تو وہ کام انجام ہی نہ دے گا اور اگر کسی دباؤ یا فرمائش سے کرے گا تو بے دلی اور رواروی سے کرے گا، ایسی صورت میں کہنے کو تو کام انجام پا جائے گا لیکن اس کے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آسکتے، اس دور میں مدارس عربیہ جو علوم دینیہ کی درسگاہیں ہیں، میں اس وقت صرف ان کی بات کرنا چاہتا ہوں، اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی بات اس وقت نہیں کہتا۔ ان درسگاہوں کے سلسلہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے سلسلہ میں عام طور پر ان کے خادموں کا جذبہ اس معیار دینی اور جذبۂ ایمانی کا نہیں رہا جو پہلے کے لوگوں میں تھا، اس وقت ان کی خدمت انجام دینے والوں میں ان کی خدمت کے سلسلہ میں معاوضہ کے مسئلہ پر زیادہ توجہ ہوتی ہے، اس کام کی مقبولیت عند اللہ اور اس سے حاصل ہونے والی سعادت و نعمت پر نظر کم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کام کے نتائج میں خوبی کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور مقصدیت اور جذبۂ اثر اور رجحان گرتا چلا جا رہا ہے، تدریس اور علوم دینیہ کی تدریس غیر معمولی خیر اور مقبولیت عند اللہ کا کام ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کام کو انجام دینے سے قبل اس کام کی اہمیت و افادیت دل میں بٹھائی جائے تاکہ اس کام کا صحیح اثر ظاہر ہو، آج مدارس عربیہ کے سلسلہ

میں یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کے وہ نتائج بہت کم نکل رہے ہیں، جو ان مدارس کے قائم کرنے کا مقصود ہیں۔ آج مدارس کی تعداد میں، اساتذہ و معلمین کی تعداد میں، طلبار کی تعداد میں، نظم و انتظام اور سہولتوں میں، ہر جگہ اضافہ ہے۔ لیکن تعلیم و تربیت کے وہ اثرات کم نظر آرہے ہیں جو ان مدارس کا طرۂ امتیاز تھے۔ نظریہ آرہا ہے کہ درس و تدریس اور تعلیم تربیت جیسا عظیم اور خدا کی پسند کا کام اصلاح حال اور اسلامی شخصیت کی تعمیر کا نتیجہ نہیں پیدا کر رہا ہے، وجہ یہ ہے کہ آج اس کے کرنے والوں کے دلوں میں اس کی اہمیت و افادیت اور مقبولیت کا احساس بہت کم ہے جو اس کام سے وابستہ ہے، دلوں میں عام طور پر جو اہمیت ہے وہ زیادہ تر اپنے مفاد اور ذاتی مقصد کی اور معاشی افادیت کی ہے۔ حالانکہ تعلیم و تربیت کا کام بہت ہی بلند اور عظیم الشان کام ہے، یہ پیغمبرانہ نیابت ہے، انسانیت سازی، نسل سازی مردم سازی اور آدم گری کا کام ہے۔

اللہ کے رسولؐ کی بعثت کا اہم ترین اور اولین مقصد تعلیم و تربیت تھا۔ علم ایک روشنی ہے خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی، اور وہ علم جو اسم الٰہی کے ساتھ جڑا ہوا ہو جس کو قرآن مجید میں فرمایا گیا "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" تو دین و دنیا دونوں کے لئے وہ روشنی اور اکسیر حیات ہے۔ آج مدارس عربیہ میں تعلیم و تربیت کا جیسا عظیم الشان کام عموماً خوش اسلوبی اور رواروی کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔ پڑھانے والوں کو اس بات کی زیادہ فکر نہیں ہوتی کہ ان سے پڑھنے والے کس طرح کامیاب اور صالح انسان بنیں، داعی بنیں اور قوم و ملت کے خادم بنیں، حالانکہ ان کی کامیابی پڑھانے والوں کی محنت کا ثمرہ ہے اور درخت کا ثمرہ درخت کی خدمت کرنے والے کے لئے بڑا محبوب ہوتا ہے، تعلیم و تربیت کا کام کرنے والوں کی مثال دراصل چمن اور باغ کے مالی کی جیسی ہے جس طرح ایک مالی اپنے چمن اور باغ کی نگہبانی، آبیاری اور پرورش و پرداخت کا کام توجہ و دلچسپی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہے کہ اس کے لگائے ہوئے درخت یا چمن درختوں کی وہ دیکھ بھال کر رہا ہے پانی دے رہا ہے۔ سرسبز بنا رہا ہے، ترقی کریں، اور اچھا پھل دیں۔ کیونکہ ان کی نگہداشت میں اس کا وقت صرف ہوا ہے، اس کا پسینہ بہا ہے۔ اسی طرح اساتذہ معلمین کا معاملہ ہے جو امت کے نوخیز بچوں کو اچھے اور مفید انسان بنانے کا کام انجام دیتے ہیں۔ اگر باغ و چمن کا مالی اپنے کام اور توجہ میں کوتاہی اور بے دلی سے کام کرتا ہے تو اس باغ کے درخت سوکھ سکتے ہیں، ان کا نمو ناقص ہو سکتا ہے۔ اور چمن کے پھول مرجھا سکتے ہیں۔ اسی طرح اساتذہ و معلمین اگر کوتاہی اور بے اعتنائی سے کام کریں تو پھر نوعمر بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت نہ ہو سکے گی۔

لہٰذا اساتذہ و معلمین جن کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم و تربیت جیسا پیغمبرانہ کام سونپ کر اپنا خاص فضل فرمایا ہے ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے کام کو دلجمعی اور اذعان و ایقان کی کیفیت اور باغ و چمن کے مالی کی سی لگن اور جذبہ کے ساتھ نیز اس شوق میں کہ اگر ایک طالب علم کی صحیح تعلیم و تربیت ہو گئی تو ان کے لئے یہ سرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "لَاَنْ یَّهْدِیَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ" کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی صحیح راہ پر لے آئے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تعلیم و تربیت جہاں ایک طرف بڑے فضل و انعام کی بات ہے کہ یہ پیغمبرانہ نیابت ہے وہیں پر یہ ذمہ داری بڑی نازک بھی ہے کیونکہ یہ نئی نسل کی کردار سازی ہے۔ بچہ جس طرح اپنی جسمانی ساخت و بناوٹ میں اور فطری عادت میں اپنے والدین اور دادا کا وارث ہوتا ہے اسی طرح وہ اخلاق و کردار اور صلاحیت علمی میں اپنے اساتذہ کی محنت کا نتیجہ ہوتا ہے پھر وہ اخلاق و کردار، صلاحیت علمی کے ذریعہ امت کے مسائل کا صحیح حل طے کرنے کی اعلیٰ خدمت انجام دیتا ہے اور تیار کی جانے والی نسل کے اخلاق و کردار ہی پر دنیا کے سدھار اور بگاڑ کا دار و مدار ہوتا ہے، دینی تعلیم میں دراصل انہی حقائق پر نظر رکھنا معاوضہ تو وہ ثانوی بلکہ آخری چیز ہے مقصود اولین نہیں اور اگر کسی کی نظر میں وہی اصل ہے تو پھر دینی تعلیم اس کے لئے بہتر ذریعہ نہیں ہے اس کے لئے مشغلے اور کام دوسرے بھی ہو سکتے ہیں اور شاید اس مقصد کے لئے دوسرے مشغلے زیادہ کارآمد ہیں، ہاں معاوضہ اس حد تک ضروری ہے کہ جس سے بنیادی ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ لیکن اگر معاوضہ کو اولیت حاصل ہو جائے اور دلجمعی، دل کی آمادگی اور ایمان و ایقان والی بات پیچھے رہ جائے تو معاوضہ جس کام پر زیادہ ملے گا انسان وہی کام کرے گا۔ اس لئے کہ اس کا اولین مقصد معاوضہ ہے ایک دنیادار کے نزدیک معاوضہ اصل مقصود ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی توجہ کسی دوسری بات کی طرف نہیں ہوتی، حتیٰ کہ مہتر تک اپنے کام میں عار نہیں محسوس کرتا۔ کیونکہ اس کے پیش نظر معاوضہ ہوتا ہے۔ جس سے وہ زندگی کی راحت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

تعلیم و تربیت کا مشغلہ دنیاوی مشغلوں میں سب سے زیادہ بلند اور باعزت مشغلہ ہے اور خاص طور پر دینی مقصد والی تعلیم و تربیت، لہٰذا اس کام کے کرنے والوں کو دنیاوی کاموں پر ملنے والے معاوضوں سے اپنے معمولی معاوضہ کا موازنہ نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا معاوضہ کم اور رضائے الٰہی کا معاوضہ زیادہ ہے۔

یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ معصوم و نوخیز طلبار جن کے دل سادہ اور صاف ہوتے ہیں اور ہر بات قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہماری محنت

اور کوشش کے باوجود کیوں معیاری اور توقع کے مطابق بن نہیں پاتے، اور کیوں وہ بلند کردار اور باصلاحیت نہیں ہوتے جیسے زمانہ سابق میں ہوتے تھے، اس کی شاید یہی وجہ ہے کہ ہماری کوشش اور جذبہ اور کام کی اہمیت و عظمت پر وہ یقین نہیں ہو اگلوں میں تھا، طلبار کا معاملہ سوکھی زمین کی طرح ہے، سوکھی زمین کو اگر پانی نہیں دیا جائے گا تو وہ تر کیسے ہوگی۔ اس میں نمو و بالیدگی اور سبزہ اگانے کی صلاحیت کیسے ہوگی۔ اگر کوئی کہے کہ بارش تو ہوتی ہے اور خوب ہوتی ہے لیکن زمین میں شادابی اور زرخیزی نہیں پیدا ہوتی ہے تو یقین کرنا پڑے گا کہ زمین کو پانی صحیح طور پر نہیں ملا ورنہ زمین جبکہ خشک ہے اور پانی مانگ رہی ہے، اور اس کے اندر جذب کرنے کی صلاحیت بھی ہے تو وہ زرخیز کیوں نہیں ہو سکی، اسی طرح اگر طلبار کو تعلیم سے فائدہ نہیں ہو رہا ہے تو کہنا پڑے گا کہ شاید تعلیم دینے والے کے کام کا نقص ہوگا۔ طلبہ کا دل صاف تختی کی طرح ہوتا ہے کوئی اس میں بات اتارنے والا تو ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر باتوں کو جذب کرنے کی فطری صلاحیت رکھی ہے اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا ان کے معلموں اور مربیوں کا کام ہے۔

طلبہ کی ناکامی خود ان کی کوتاہی کے ساتھ اساتذہ کی محنت و کوشش میں کمی کی طرف بھی اشارہ دیتی ہے اور طلبہ کی کامیابی اساتذہ کی محنت و لگن کا بھی ثمرہ کہی جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اس طرف توجہ کریں۔ تعلیم کے کام میں طلبا، پر محنت کرنا اور ان کے ذہنوں اور دلوں میں بات کو اتارنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر ہم نے اس بات کو صحیح طور پر محسوس کر لیا اور دھیان دیا تو یہ کام انشاء اللہ بہت نتیجہ خیز ہوگا۔ لیکن اس میں محنت و توجہ درکار ہوگی کیونکہ یہ کام معمولی اور ہلکا کام نہیں ہے، یہ انسان سازی کا کام ہے اور اس پر خدا کی طرف سے بڑے انعام و اکرام کا وعدہ ہے اور اس کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

آج سے قبل انھیں مدارس عربیہ سے ایسے فارغین نکلتے تھے جن کا ہر فرد اپنے علاقہ، اپنے وطن بلکہ ملک کے لئے مفید اور نفع بخش ہوتا تھا۔ حالانکہ اس دور میں وہ سہولتیں مہیا نہیں تھیں جو آج میسر ہیں۔

وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ اس وقت کے اساتذہ و معلمین کے دل میں تعلیم و تربیت کے کام کی اہمیت و قیمت تھی اور اس منصب بلند کو اپنا اولین مقصد اور ذمہ داری سمجھتے تھے، وہ اس کام کو اڑھنا بچھونا بنا لیتے تھے۔ ان کی ہر حرکت، ان کا ہر عمل اس تصور میں ہوتا تھا۔ مادی فائدہ پر ان کی نگاہ نہیں رہتی تھی۔ اس لئے آج پھر اپنے اسلاف کی دلجمعی، دل کی آمادگی اور کام کی اہمیت کو سمجھ کر تعلیم و تربیت کے کام کو انجام دینے کی ضرورت ہے جبکہ آج پہلے سے زیادہ سہولتیں مہیا ہیں، اس کام پر ملنے والے معاوضے بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہیں، اگر یہ نکتہ ذہنوں میں راسخ ہو جاتا ہے اور اس کے مطابق کام ہوتا ہے تو ایک بار پھر مدارس عربیہ کی مساعی اور کوششیں اسی طرح ثمر آور اور نتیجہ خیز ہوں گی جیسی ہمارے اسلاف کی ہوتی تھیں۔ واللہ الموفق وھو المعین۔

بقیہ: حکومت تو بس خدا کی ہے

جیانگ سب سے پہلے چینی صدر ہیں جو ہانگ کانگ میں داخل ہوئے۔ یہ جشن سپردگی شروع ہونے سے چند گھنٹے قبل ہی پہنچ چکے تھے اس وقت بچے اپنے ہاتھوں میں چینی سرخ پرچم لیے ان کے استقبال کے لیے ایئرپورٹ پر لائن لگائے کھڑے تھے۔ "بیکن" کے روانہ ہونے سے پہلے جیانگ نے ہانگ کانگ کی آزادی و سرمایہ داری کے نظام کو باقی رکھنے کے وعدے کو دہرایا۔

جیانگ کے پہنچتے ہی گورنر کریس پاٹن نے جن پر تکان و پریشانی کے آثار نمایاں تھے حکومت کی سفید بلڈنگ جس میں وہ گذشتہ پانچ سالوں سے رہ رہے تھے الوداع کہا۔ انھوں نے از حد افسوس و غم کا اظہار کرتے ہوئے برطانوی پرچم اٹھانے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا جبکہ موسیقار برطانوی فوجی دھن بجانے میں مصروف تھے۔

پوسٹ اسٹیشنوں، آفسوں اور تمام علاقوں سے برطانی بورڈ ہٹائے جا رہے تھے تاکہ ان کی جگہ چینی بورڈ آویزاں کئے جا سکیں چین نے نہایت تیزی سے ہزاروں فوجیوں کو داخل کر کے اپنے اقتدار کو پھیلانے پر زور دیا۔ جو صبح ہی کو خشکی، تری اور فضائی راستوں سے ہانگ کانگ پہنچے تھے۔

لہ قولہ الحق ولہ الملک۔ انعام۔ ۷۳

بقیہ: کیا ہے قدر وفا

کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ؎

کیا ہے قدر وفا تم نے جانا نہیں
کاش! ہم ایسے انجام بد سے بچنے کی فکر کرتے،
اور وقت آنے سے پہلے اپنے اندر سدھار لاتے، عدل و مساوات، اخوت و محبت، ایثار و قربانی کی فضا قائم کرتے اور زندگی کا صحیح لطف لیتے ؎
خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

سن ولادت و شجرۂ نسب

شیخ العصر، قدوۃ العارفین، سلطان المشائخ، سید اھل الطریقہ، امام المتابلہ، صاحب المقامات والکرامات والعلوم والمعارف، صاحب الاحوال المشہورہ کثیر الذکر، دائم الفکر، محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابو صالح۔ ایک قول کے مطابق ۴۷۱ھ میں جیلان میں پیدا ہوئے، جیلان کو گیلان بھی کہتے ہیں اس لئے آپ کو جیلانی بھی کہا جاتا ہے اور گیلانی بھی، آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے، عبدالقادر بن ابو صالح بن عبداللہ ابن جنکی دوست بن ابو عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن حضرت عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب، چونکہ حضرت عبداللہ بن حسن مثنیٰ کے دادا حضرت حسنؓ تھے اور نانا حضرت حسینؓ اس لئے وہ حسنی و حسینی کہلاتے ہیں اس طرح ان کی اولاد حسنی بھی ہے اور حسینی بھی، لہٰذا سیدنا عبدالقادرؒ حسنی بھی ہیں اور حسینی بھی۔

تعلیم اور تعلیمی سفر میں ایک کرامت

ابتدائی تعلیم جیلان ہی میں ہوئی جب بڑے ہوئے تو پڑھنے کے لئے بغداد تشریف لے گئے، اسی سفر کا مشہور واقعہ ہے کہ قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا مگر آپ کی چالیس اشرفیاں جو کرتے میں سلی ہوئی تھیں ڈاکو نہ پا سکے، مگر ڈاکوؤں کے پوچھنے پر آپ نے بتا دیا، ان کے سردار نے آپ سے پوچھا کہ تم نے کیوں بتا دیا، تو آپ نے کہا کہ میں نے سچ بولنے کا عہد کیا تھا اس لئے بتا دیا، اس کا ڈاکوؤں پر بڑا اثر پڑا اور مشہور ہے کہ وہ ڈکیتی سے تائب ہو گئے۔ علماء نے اس واقعہ کو ان کی کرامت سے تعبیر کیا ہے۔ بغداد میں آپ نے تقریباً ایک درجن بڑے مشہور اساتذہ سے حدیث، فقہ اور ادب کا علم حاصل کر کے ان علوم میں کمال پیدا کیا، اور پھر وہیں اپنے فقہ کے استاذ قاضی ابو سعد مخرمی کے مدرسہ میں مدرس ہو گئے اور زندگی کے آخر وقت تک اسی مدرسہ میں مدرس رہے۔

وعظوں کی کیفیت

آپ کے وعظ بہت مشہور ہوئے، آپ کے وعظوں میں بڑا مجمع ہوتا، بہت مشہور ہے کہ آپ کے وعظ کی مجلسوں میں بعض لوگوں پر ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ وہ جاں بحق ہو جاتے، اس طرح آپ کے وعظ کی مجلسوں سے کبھی کبھی دو دو، تین تین لاشیں اٹھائی جاتیں۔ آپ کے بہت سے وعظ ان کے بعض شاگردوں نے محفوظ کر لئے تھے جو عربی میں چھپے ہوئے ہیں اور اب تو ان کا اردو ترجمہ بھی آ گیا ہے، آج بھی ان وعظوں کو پڑھنے سننے والے شرک و بدعت سے متنفر اور توحید میں پختہ ہو جاتے ہیں۔ آپ کی کرامات جس کثرت سے مشہور ہیں کم بزرگوں کی اتنی کرامات ہوں گی، لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ بہت سے لوگ کرامات سے بزرگوں کی قدرت ثابت کرنے لگتے ہیں جب کہ ہر بزرگ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" (طاقت و قوت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی میں ہے) کا ورد رکھتا ہے، دل سے اس کا اعتراف کرتا ہے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں لیکن کرامت، اولیاء اللہ کی پہچان نہیں ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی اللہ کا ولی ہو اور اس سے ایک بھی کرامت ظاہر نہ ہو، کرامت کا ظاہر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے ولی کی قدرت ظاہر کرنے کے لئے انہیں عزت بڑھانے کے لئے ظاہر کرتا ہے۔

ایک کرامت اور آپ کا اعلیٰ مقام

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ بڑا مشہور اور سبق آموز ہے جسے ان کے بیٹے موسیٰ نے اپنے والد سے سنا ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں ایک ریگستانی سیاحت میں تھا، کئی روز تک مجھے پانی نہ ملا، میری پیاس سخت ہو گئی کہ ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا اور اس سے اوس کی طرح مجھ پر کچھ برسا جس سے میری پیاس بجھی، پھر میں نے افق پر ایک نور دیکھا جس سے مجھے آواز دی گئی کہ اے عبدالقادرؒ میں تیرا رب ہوں، میں نے تجھ پر حرام چیزیں حلال کر دیں، پس میں نے کہا: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، اے ملعون دور ہو، پس وہ نور ظلمت میں تبدیل ہو گیا، اس کی شکل دھوئیں جیسی تھی، اس میں سے آواز آئی کہ اے عبدالقادرؒ تو اپنے علم، اپنے رب کے حکم اور اپنی منازل کے احوال کے فہم کے سبب مجھ سے نجات پا گیا ورنہ اس جیسی چالوں سے میں نے ستر اہل طریق کو گمراہ کیا ہے، حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: میرے رب کا فضل اور اس کا احسان ہے۔ پوچھا گیا کہ آپ نے کیسے جانا کہ وہ شیطان تھا؟ فرمایا: اس کے اس قول سے کہ "میں نے تم پر حرام چیزیں حلال کر دیں"۔

بڑا سبق ہے اس واقعہ میں، اولاً ہم کو حرام و حلال کا علم ہونا چاہئے اور یہ جاننا چاہئے کہ حرام و حلال

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ اپنے بندوں کو بتا دیا، ثانیاً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو حلال و حرام کا علم ہوا، اس میں جو حلال کو حرام ٹھہرائے یا حرام کو حلال ٹھہرائے وہ نہ فرشتہ ہے نہ بزرگ، وہ تو شیطان ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہئے۔ اس واقعہ سے حضرت کا اعلیٰ مقام بھی ظاہر ہوتا ہے۔

آپ کے مجاہدوں کی ایک مثال

آپ نے مجاہدے بھی بہت سخت کئے اور آپ پر سخت ترین اوقات آئے ہیں، اس سلسلہ میں آپ کا ایک بیان نقل کیا جاتا ہے:۔

کہتے ہیں کہ میں نہر کے کنارے سے حاصل ہونے والے خس نیز دوسری ترکاریوں اور جڑی بوٹیوں کے پتوں سے روزی حاصل کرتا تھا، ایک بار گرانی کے سبب بغداد میں کئی روز تک کچھ نہ کھایا، بس کچھ پھینکی اور گری ہوئی (ترکاری وغیرہ) چیزیں تلاش کر کے اٹھاتا اور کھا لیتا، چنانچہ میں بھوک کی شدت میں دریا کے کنارے گیا کہ بقل یا خس کے پتے پا سکوں اور ان سے اپنا پیٹ بھروں، میں جس طرف گیا وہاں دیکھا کہ مجھ سے پہلے بعض فقراء اسی غرض سے پہنچے ہوئے ہیں، لوٹ کر میں شہر کی طرف آیا تو وہاں بھی مجھ سے پہلے لوگ پہونچے ہوئے تھے، یہاں تک کہ میں ریاحین کے بازار میں مسجد یاسمین پہونچا، اور مسجد میں داخل ہو کر ایک کونے میں بیٹھ گیا مجھے لگا کہ موت آنے والی ہے کہ ایک عجمی نوجوان مسجد میں داخل ہوا جس کے پاس روٹی اور سالن تھا وہ بیٹھ کر کھانے لگا، جب وہ لقمہ کھانے کے لئے اٹھاتا تو میرا منہ بھوک کی شدت کے سبب کھل جاتا، میں نے اپنے نفس کو ملامت کی، اتنے میں اس عجمی نے مجھے کھانے پر بلاتے ہوئے کہا بسم اللہ میرے بھائی، میں نے انکار کیا، اس نے قسم دی پھر بھی میں نے انکار کیا، پھر دوبارہ اس نے قسم دی تو میں شریک ہو گیا، وہ میرے بارے میں سوالات کرنے لگا، میں نے بتایا کہ میں جیلان سے آیا ہوں، اس نے کہا میں بھی جیلان کا ہوں اور پوچھا کہ کیا تم ایک جیلانی نوجوان عبدالقادرؒ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا وہ میں ہی ہوں، اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں بغداد پہونچا تو میرے پاس اپنا خرچ تھا پھر آپ کے بارے میں دریافت کرتا رہا مگر کسی سے آپ کا پتہ معلوم نہ ہو سکا یہاں تک کہ میرا خرچ ختم ہو گیا اور تین دن ہو گئے میرے پاس کھانے کے پیسے نہیں رہے سوائے آپ کے پیسوں کے، ایسی حالت میں تو میرے لئے مردار بھی حلال ہو گیا تھا لہٰذا آپ کے امانت سے میں نے سالن اور روٹی خریدی، پس یہ آپ ہی کی روٹی ہے شوق سے کھائیے اور میں آپ کا مہمان ہوں۔ میں نے کہا یہ کیسے؟ بتایا کہ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دینے کے لئے آٹھ دینار دیئے تھے، میں نے اس میں سے مجبور ہو کر یہ کھانا خریدا تھا لہٰذا میں معذرت خواہ ہوں، میں نے اسے اطمینان دلاتے ہوئے خاموش کیا اس سے وہ خوش ہو گیا اور میں نے بقیہ کھانا اسے دیدیا اور خرچے کے لئے کچھ دینار بھی دیئے جنھیں اس نے قبول کیا اور روانہ ہو گیا۔

علم کلام اور فلسفہ سے متعلق آپ کا رویہ اور ایک کرامت

آپ علم کلام کے سخت مخالف تھے اور اس کا حصول بے سود سمجھتے تھے چنانچہ جب شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردیؒ نے علم کلام حاصل کرنے کے بارے میں آپ سے استفسار کیا تو آپؒ نے فرمایا: "مَاهُوَ مِنْ زَادِ الْقَبْرِ، مَا هُوَ مِنْ زَادِ الْقَبْرِ" وہ زاد قبر میں سے نہیں ہے۔ وہ زاد قبر میں سے نہیں ہے۔ "القمر الباهر فی ترجمة الكواكب الزاهر" میں ابو المظفر منصور ایک عالم سے منقول ہے کہ ایک بار شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ہاتھ میں فلسفہ کی ایک کتاب تھی، حضرت نے فرمایا یہ بد تر رفیق ہے، اسے دھو ڈال، میں نے سوچا کہ نایاب کتاب ہے گھر پر جا کر رکھ دوں گا، شیخ نے فرمایا کتاب مجھے دے، میں نے دیدی، پھر آپ نے مجھے واپس کر دی، اب جو کھول کر دیکھتا ہوں تو کتاب کے سارے حروف غائب، محض سفید کاغذ۔ اس واقعہ میں جہاں شیخ کی کرامت ہے وہیں فلسفہ سے آپ کی نفرت کا اظہار بھی ہے۔

توحید کی تعلیم

آپ کے مواعظ میں توحید پر بڑا زور ہوتا تھا، آپ کے مواعظ جو اردو میں بھی آ چکے ہیں ان سے یہ بات پوری طرح ظاہر ہے۔ آپ فرماتے، مخلوق حجاب ہے تیرے نفس پر اور تیرا نفس حجاب ہے تیرے رب تک پہونچنے میں، جب تک تیری نظر مخلوق پر ہے تو اپنے نفس کو نہیں پہچان سکتا، اور جب تک تیری نظر اپنے نفس پر ہے تو اپنے رب تک نہیں پہونچ سکتا۔

فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کو چھوڑ کر جو دوسروں سے کوئی چیز طلب کرتا ہے وہ اللہ سے غافل ہے اور اس کے مرتبہ کو نہیں پہچانتا۔

تصانیف

آپ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" جس کا پورا نام "الغنیۃ لطالبی طریق الحق" کا ترجمہ اردو میں آ چکا ہے، بڑی جامع کتاب ہے جس میں دین کی تمام عام ضروری باتیں آ گئی ہیں، لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے ہیں کہ آپ حنفی نہیں حنبلی المسلک تھے اور فقہی مسائل میں امام احمد بن حنبلؒ کے پیرو تھے۔ "فتوح الغیب" بھی آپ کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ جو معرفت و طریقت کے بیان میں شاہکار ہے۔ اس کا بھی اردو ترجمہ چھپا ہے۔

آپ کے ایک مشہور قول کی توجیہ

آپ کا مشہور قول ہے کہ "قدمی

ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ ہر ولی میں آپ کے پیر بھی ہیں اور اوپر کے نہ جانے کتنے بزرگ ہیں، سارے صحابہؓ اللہ کے ولی ہیں، خصوصاً خلفائے راشدینؓ کا تو ولایت میں بڑا مقام ہے۔ اسی طرح آپ کے زمانہ میں اور بعد کے زمانہ میں بھی دوسرے طرق کے اولیاء اللہ ہیں، عقل حیران ہے کہ پھر اس قول کی کیا توجیہ ہوگی خدا کا شکر ہے کہ ابن رجب حنبلیؒ نے شیخ ابو حفص سہروردیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ شیخ کے شطحات میں سے ہے جسے قبول نہ کیا جائے گا اور اس سے شیخ کے درجات و مقامات میں کوئی نقص نہ آئے گا، پس ہر شخص ایسا ہے کہ اس کی کچھ باتیں قابل قبول ہو سکتی ہیں اور کچھ ناقابل قبول۔ اور اس کا کلام قبول بھی کیا جائے گا اور ترک بھی کیا جائے گا سوائے اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کا ہر کلام قبول کرنا ہوگا۔" میں کہتا ہوں کہ یہ ویسا ہی کلام ہو سکتا ہے جیسے حسین بن منصور کا قول "انا الحق" اور ایک بزرگ کا قول "سبحانی ما اعظم شانی" یہ سکر کی حالت کے اقوال ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے گا۔ وہ ہمارے لئے قابل اقتدا نہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تاریخ وفات

سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۸ یا ۹ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو بعد مغرب ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ۹۰ سال تھی، اپنے مدرسہ ہی میں آپ دفن ہوئے۔

۱۱ ربیع الآخر کو لوگ آپ کی فاتحہ کا اہتمام کرتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ جب چاہیں اللہ کی راہ میں خرچ کر کے آپ کو ایصال ثواب کریں اور ثواب کمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی سچی محبت عطا فرمائے اور آپ کی نصیحتوں پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ آپ کی

نعت شریف

اثر عباسی لکھنوی

وہ رحمت بن کے دنیا میں برائے خاص و عام آیا
جو اپنوں کے بھی کام آیا جو غیروں کے بھی کام آیا
نہ میکش کوئی ان کے میکدہ سے تشنہ کام آیا
نہ سائل اس در اقدس سے بے نیلِ مرام آیا
اِدھر میرے لبوں تک ساقیٔ کوثر کا نام آیا
اُدھر ابرِ کرم اٹھائے عرفاں کا جام آیا
زمانے سے نفاق و کفر کی ظلمت مٹانے کو
وہ مہرِ نیمروز آیا وہ مہرِ صبح و شام آیا
شبِ معراج یہ حور و ملک اعلان کرتے تھے
وہ ختم المرسلیں آیا وہ نبیوں کا امام آیا
وہ خیرِ خلق ہیں امت بھی ان کی خیرِ امت ہے
ہدایت بن کے جن کے واسطے حق کا پیام آیا
تمہارے واسطے لمحہ بہ لمحہ عرشِ اعظم سے
کبھی رب کا پیام آیا کبھی رب کا سلام آیا
فرشتوں نے کہا پہچان کر رضوان جنت سے
اثر کہتے ہیں خس کو وہ محمد کا غلام آیا

نصائح اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ہی سے مستفاد ہیں۔ اللھم ارزقنا حبك وحب من یحبك وحب عمل یبلغنا الی حبك۔ (یہ مضمون ابن رجب کی طبقات حنابلہ سے بطور مفہوم لیا گیا ہے)

ضرورت استاذ

ابتدائی کلاسز کو پڑھانے کے لیے
دار العلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ایک استاذ کی ضرورت ہے
تنخواہ ۱۲۵۰/- Rs سے ۲۰۰۰/- Rs حسب لیاقت فوری رابطہ قائم کریں،
ڈاکٹر عبد الجبار امد وخاں پھوک نجیب آباد
ضلع بجنور۔ (یو۔پی)

تعمیر حیات

اپنی نئی نسلوں کو عالمی حالات سے باخبر رکھنے کیلئے
تعمیر حیات کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے

علم عطیۂ ربانی ہے

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

علم خدا کی بہت بڑی نعمت ہے علم کے ذریعہ انسان کو تمام مخلوق پر برتری اور فوقیت دی گئی ہے۔ علم سے اگر انسان عاری ہے تو اس کی ذات کا نہ کوئی وزن ہے اور نہ ہی کوئی اعتبار، نہ وہ خدا کی مخلوق میں عزت و مقام کے قابل سمجھا جائے گا۔ اور نہ ہی خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کے ساتھ اس کے صحیح معنوں میں تعلقات استوار ہو سکیں گے عقل و فہم ادراک اور شعور کی تمام تر صلاحیتوں میں علم کے ذریعہ جلا پیدا ہوتی ہے۔ اگر علم نہیں ہے تو یہ تمام تر اللہ کی عطا کردہ صلاحیتیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ اور ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ (الانفال)

بیشک جانداروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو گونگے۔ بہرے عقل سے کام نہیں لیتے ہیں ایسے لوگوں سے اللہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور حرماں نصیبی اور شقاوت و بدبختی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ (الانفال)

خدا ان میں نیکی کا مادہ دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم کو حاصل کرنے کے جو ذرائع عطا فرمائے ہیں اور جو صلاحیتیں دی ہیں ان کا قرآن پاک میں بطور نعمت کے بار بار تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ کہیں ارشاد ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے کان آنکھ اور دل بنائے تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

کان، آنکھ ناک اور دیگر اعضاء کے ذریعہ جو علم حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کی بنیاد پر ہماری عقل جو فیصلہ کرتی ہے اس میں بار بار دھوکہ ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر بات میں عقل کو حاکم نہیں قرار دیا ہے ورنہ خیر و شر اچھائی اور برائی کے پیمانے مختلف ہو جاتے۔ اس مالک نے علم کا ایک ایسا ذریعہ عطا فرمایا جو بے داغ ہے۔ اس میں کوئی فریب اور غلطی کا امکان نہیں۔ اور وہ وحی الٰہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری، اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے وحی کی صورت میں اللہ کا کلام نازل ہوا اور بندوں کی ابدی ہدایت کا دروازہ کھلا۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (حم السجدہ)

اور یہ تو ایک عالی رتبہ کتاب ہے اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے۔ دانا اور خوبیوں والے خدا کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔

قرآن پاک میں علم حاصل کرنے پر جتنا زور دیا گیا ہے اس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ خالق کائنات نے اس دنیا میں ترقی اور کامیابی کو علم کے ساتھ وابستہ کیا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے اور آپ سے یہ کہا جاتا ہے "قل رب زدنی علما" آپ کہئے اے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے مقصد کی ایک موقع پر یوں وضاحت فرمائی۔

بعثت معلما مجھے تعلیم دینے والا بنا کر بھیجا گیا

اس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور آپ کی بعثت ہوگئی۔ دعا ایسے وقت میں اور ایسی جگہ آپ نے کی ہے جہاں سب سے زیادہ ضرورت پانی کی تھی۔ غذا اور رسد کی تھی، امن و امان کے قیام کی تھی زندگی کو درپیش خطروں سے حفاظت کی تھی، لیکن حضرت ابراہیمؑ نے اپنی دعاؤں میں اولیت اس بات کو دی اور اپنے رب کے حضور میں یوں گویا ہوئے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

اے پروردگار ان لوگوں میں انھیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب و دانائی سکھایا کرے اور ان کے دلوں کو پاک و صاف کرے بیشک تو غالب اور صاحب حکمت ہے۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد تلاوت آیات تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس قرار پاتا ہے۔ ان میں مقدم پڑھنے اور پڑھانے کو قرار دیا گیا ہے اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ....

تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔

علم افضلِ عظیم ہے

علم انسان کی بنیادی ضرورت ہے، پانی ہوا، روشنی، جس طرح انسانی زندگی کی بقا کے لیے بنیادی عنصر ہیں ان کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح علم انسانی زندگی کے لیے وہ بنیادی پتھر ہے جس کے بغیر اس کی علمی زندگی کو ثبات و دوام حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کی روحانی زندگی قائم رہ سکتی ہے انسان اور چوپائے کا فرق ہی مٹ جائے گا۔ اسی لیے قرآن پاک میں علم کو فضلِ عظیم قرار دیا گیا ہے وَعلمك مَالَم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما.....

اور آپ کو اس بات کی تعلیم دی جس سے آپ واقف نہیں تھے اور اس طرح آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ پہلی وحی نازل ہوئی تو اس میں ماحول کی پراگندگی، شرک اور بت پرستی، زنا، فحاشی، بداخلاقی، چور بازاری، رشوت ستانی، ظلم و زیادتی، خونریزی و سفاکی، آمریت و انارکی، بیہودگی و بے راہ روی (جو اس دور کا امتیاز بن چکا تھا) کے تذکرے کے بجائے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔

اے محمدؐ اپنے رب کا نام لے کر پڑھو جس نے عالم کو پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، انسان کو وہ سب باتیں سکھائیں جس کو اس کا علم نہ تھا۔

ان آیتوں پر غور کیجئے تو حکم پڑھنے کا ہے تذکرہ انسان کی تخلیق کا ہے، اس کریم مالک کے کرم کا تذکرہ، لفظ اِقْرَاْ یعنی پڑھو، کے ساتھ کیا گیا۔ اس کی کرم فرمائی یہ ہے کہ اس نے انسان کو قلم کے ذریعہ تعلیم دی اور جس سے وہ واقف نہیں تھا۔ اس سے اس نے محض اپنے فضل سے واقف کرایا۔ البتہ ان آیتوں میں ایک بات اور کہی گئی ہے اور اس کے ذریعہ اسلامی اور غیر اسلامی تعلیم کا فرق سمجھا جا سکتا ہے اور علم رحمانی اور علم شیطانی کے مابین امتیاز قائم ہوتا ہے وہ یہ کہ اس مالک نے اپنے نام کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ،

پڑھو اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے۔

لہٰذا یہ رشتہ جب جب ٹوٹا ہے دنیا میں تباہی آئی ہے۔ ظلم بڑھتا ہوا نظر آیا ہے لیکن انسانیت کی نبض ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئی ہے اس رشتہ کو باقی رکھنے، فروغ دینے اور ہر لمحہ شگفتہ اور تر و تازہ رکھنے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ حکم بھی دیا ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (التوبہ)

تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین کا علم سیکھتے اور اس میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو تنبیہ کرتے تاکہ وہ چوکنا رہتے۔

اہلِ علم کی فضیلت

یہی وہ رشتہ اور تعلق ہے جو مخلوق کو خالق کے حضور تک پہونچاتا ہے، یہ رشتہ کمزور نہ پڑنے پائے، اس کو مضبوط رکھنے کے لیے ایک جماعت پر لازم ہے کہ اس کے لیے جنگی پیمانہ پر کوشش کرے اور علم حقیقی کی روشنی کو دور دور تک پہونچائے تاکہ لوگ حق و باطل میں تمیز کر سکیں، خیر و شر کو سمجھ سکیں، دوست دشمن کے مابین فرق کر سکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله

جو علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔

اس کے لیے مچھلیاں پانی میں اور چیونٹیاں اپنے بلوں میں دعا کرتی ہیں، کائنات کا ذرہ ذرہ اپنی بقا کی جد و جہد میں اس جماعت کا مرہون منت ہے، عالم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح ہمیں تم میں سے ایک ادنیٰ شخص پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح ایک عالم کو سارے انسانوں پر برتری و فضیلت ثابت ہے۔

لہٰذا جس طرح زندگی کو باقی رکھنے کے لیے غذا اور پانی کی ضرورت ہے اسی طرح کائنات کی بقاء کے لیے اس علم کی ضرورت ہے جس پر اس دنیا کی بقا موقوف ہے اسی لیے علم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (احیاء العلوم ۴۰۱)

اور اہل علم کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

کہو بھلا جاننے والے اور نہ جاننے والے کہیں برابر ہو سکتے ہیں اور نصیحت تو بلاشبہ عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں (الزمر)

اللہ عزوجل کے نزدیک علماء کا مقام اتنا اونچا ہے کہ ان کی شہادت کو اپنی اور فرشتوں کی

شہادت کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ

اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی یہ گواہی دیتے ہیں (آل عمران ۳:۱۸)

کہیں ان کے تعلق سے رفع درجات کی بات کہی گئی ہے۔

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (المجادلہ)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور علم سے نوازے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات "مراتب" بلند فرمائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

"علماء کو عام مسلمانوں پر سات سو درجے زیادہ فضیلت دی گئی ہے اور ان درجوں کے باہمی فرق کے لیے ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مدت کی دوری ہے

لہٰذا اہل علم اور بے علم، فضیلت، عقل، قوت، نور اور تقویٰ کسی اعتبار سے بھی ایک جیسے نہیں ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔

اہل علم کی شان تو یہ ہے کہ علم و حکمت اور حق و صداقت کی باتیں تو ان کے سینوں میں لکھی ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ انھیں جہاں دیکھتے ہیں پہچان لیتے ہیں اور ان کی تصدیق کرتے ہیں، لیکن جو لوگ ان کا انکار کرتے ہیں۔ وہ اپنے جہل کی تاریکی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں (العنکبوت ۲۹:۴۹)

اسلام کے نزدیک بہترین مخلوق وہ لوگ ہیں جو مومن ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں اور اس کی جزا ہے۔ جنت کی ابدی زندگی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انھیں رضائے الٰہی حاصل ہوگی لیکن یہ نعمتیں انھیں خشیت الٰہی کی وجہ سے ملتی ہیں

(البینہ) (باقی آئندہ)

نعت پاک

بعد از خدا تو صرف محمدؐ کا نام ہے

قمر الحفیظ قمر

بعد از خدا تو صرف محمدؐ کا نام ہے — کہتے وہی ہیں آپ جو رب کا کلام ہے
لے دے کے اب تو صرف یہی ایک کام ہے — ہونٹوں پہ میرے ذکر رسولِ انام ہے
جو سانس میری ہے مرے ساقی کا نام ہے — صدشکر ہاتھ میں مرے کوثر کا جام ہے
چلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر — محبوب اپنے رب سے وہاں ہمکلام ہے
شہر مدینہ، شہر تجلی ہے دوستو — جیسی سحر حسین ہے ویسی ہی شام ہے
دن رات ایک شوقِ حضوری ہے اور میں — وابستگی ابشکل درود و سلام ہے
دردِ زباں جو رکھتے ہیں شام و سحر درود — واللہ اس پہ آتش دوزخ حرام ہے

شہر نبیؐ ہے پاؤں رکھوں میں کہاں قمرؔ
مجھ کو تو اس کی خاک کا بھی احترام ہے

قطعہ

مرنا دہیں پہ اور وہیں جینا عزیز ہے
اس در پہ حاضری کا قرینہ عزیز ہے
دنیا کو دیکھ بھال لیا کچھ کہیں نہیں
مجھ کو تو صرف شہر مدینہ عزیز ہے

قمر الحفیظ قمر

دعائے مغفرت

● تعمیر حیات کے قدرداں چودھری حبیب احمد صاحب (سابق لکچرر اسلامیہ کالج شاہجہاں پور) کا مختصر علالت کے بعد ۱۸ جون ۱۹۹۷ء انتقال ہوگیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم تعمیر حیات شوق سے پڑھتے تھے اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتابوں کا بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرتے تھے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مولانا حبیب ریحان خاں ندوی ازہری کے نئی تصنیف جس کا اجراء عرشمکاب گورنر مدھیہ پردیش نے کیا

مغربی تہذیب انحطاط اور علاج

کتاب کے چند عناوین:۔ اسلام اور مغربی تہذیب کے بنیادی فرق، اسلام اور کیمونزم۔ مغرب کا نسلی تفرقہ۔ اسلام اور مغربی تمدن، مغربی تہذیب، تنقید و تجزیہ، اسلام نسخۂ شفا۔ کتب سابقہ میں پیغمبر اسلام کی پیشینگوئیاں، مغربی تہذیب کے نمونے اور تبصرے،

قیمت ستر روپے

پیشکش

اطہر ریحان ندوی، منیجر دار التصنیف والترجمہ
۲۷۔ رفیقیہ اسکول روڈ۔ بھوپال۔ 462 001

گوشۂ خواتین

مسلمان بیوی

حکیم یوسف حسن

سب سے اول عورت کو یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ اس کی کئی حیثیتیں ہیں ایک طرف وہ گھر کی مالک ہے دوسری طرف وہ اپنے خاوند کی تابعدار اور مددگار ہے۔ اگر وہ اس گھر کو بہشت بنانا چاہتی ہے اور اس کا لطف اٹھانا چاہتی ہے تو اسے خاوند کی خدمت اور تابعداری میں مسرت محسوس کرنی ہوگی۔ خاوند کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنا ہوگا۔ اگر عورت خاوند کی خادم بنے گی تو وہ یقیناً اس کو بھی اپنا خادم بنالے گی ہندوؤں میں عورتوں کو خاوند کے پاؤں چھونے کا حکم ہے، صبح اٹھ کر یہ پہلا کام یہ کرنا پڑتا ہے یہ سجدۂ تعظیمی ہے۔ اس سے عورت پر کس قدر زبردست اثر ہوتا ہوگا۔ ہر قسم کا غرور تکبر نفرت بے اعتنائی سب کافور ہوجاتی ہوگی۔ اور اپنے فرض کا احساس بیدار ہوجاتا ہوگا مسلمانوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اگر خدا کے بعد کسی کو بھی سجدہ کرنے کی اجازت ہوسکتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اس فرمان میں ایک حقیقت پنہاں ہے، عورتوں کو سمجھ لینا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قانون بنائے ہیں وہ ہماری عقل اور دانش سے زیادہ مکمل ہیں۔ اس لیے ہمیں ان کے سامنے جھک جانا چاہئیے اور ان پر عمل کرکے اپنی دنیا و آخرت سنوارنا چاہئیے

ہر عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی فرمانبرداری میں مبالغہ کی حد تک بڑھ جائے اپنے شوہر کو آرام پہونچانے کی کوشش کرے بعض معمولی باتیں بطور نشان راہ کے ہم درج کرتے ہیں۔ شاید ان سے عورتوں کو کچھ فائدہ پہنچے۔

۱۔ جب شوہر گھر میں داخل ہو تو عورت کو خندان پیشانی کے ساتھ اس کی طرف دیکھنا چاہئیے۔ اگر وہ شوہر سے ناراض ہے یا اس سے کچھ بھی دکھ پا رہی ہو تب بھی وہ مسکراتی ہوئی اسے ملے۔ بعض عورتیں خاوند کے گھر پر نہ ہونے کے وقت تو ہنستی کھیلتی ہیں لیکن شوہر کے گھر کے اندر داخل ہوتے ہی منہ بنا کر ایک طرف بیٹھ جاتی ہیں، یہ نہایت معیوب حرکت ہے۔ خاوند کاروبار کی مشقتیں اٹھا کر تھکا ماندہ گھر واپس آتا ہے اس وقت اس کی طرف بے توجہی، ناراضی، لاپرواہی سے پیش آنا، اس پر ظلم کرنا اور اسے دکھی بنانا ہے۔ اگر عورت اسے مسکراتی ہوئی ملے گی تو اس کا دکھ اور تکلیف اس کی تھکاوٹ اور پریشانی کسی حد تک دور ہوجائے گی۔

۲۔ جب شوہر مکان میں داخل ہو تو عورت کو خندہ پیشانی کے ساتھ اسے ملنا چاہئیے اور اس کے بعد فوراً اس کی ضروریات میں اسے امداد دینی چاہئیے۔ مثلاً وہ کپڑے اتارنا چاہتا ہے تو اس کے کپڑے اتارنے میں مدد دینی اور ان کپڑوں کو مناسب جگہ پر رکھنا۔ ان کی جگہ دوسرے کپڑے اسے پیش کرنا۔ بوٹ وغیرہ اتروانا منہ ہاتھ دھلوانا۔ اور اگر موسم ہو تو پنکھا کرنا چاہئیے۔ صرف یہ پانچ دس منٹ کی توجہ خاوند کی بہت سی پریشانیوں کو دور کرکے اسے آرام و سکون پہنچائے گی۔

۳۔ شوہر کے مکان میں داخل ہوتے ہی اس پر سوالوں کی بوچھار نہیں کرنی چاہئیے۔ آپ کہاں سے آرہے ہیں۔ کہاں دیر ہوگئی، فلاں چیز کیوں نہیں لائے، ان تمام سوالات کو ترک کردینا چاہئیے۔ عورت مرد سے اس طرح ملے اور اس کا استقبال کرے۔ گویا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہوئی صرف اس کی خبر گیری اور خدمت کی طرف توجہ کرے۔ مرد جب آرام و سکون میں پہنچے گا۔ تو خود ہی کوئی نہ کوئی بات کرے گا۔ اور کچھ نہ کچھ کہے گا فرض کرلیجئے کہ وہ دیر سے آیا ہے۔ عورت کو اس کے متعلق شبہ ہے کہ وہ کسی نامناسب جگہ بیٹھا رہا ہے۔ تب بھی وہ مرد کے گلے نہ پڑے بلکہ اپنے دکھ اور درد کو چھپائے اور مرد کی خدمت کرے۔ اگر وہ کوئی جھوٹ بات بنا کر کوئی کہانی کہہ دے تو اسے سچ سمجھ لے۔ اعتراضات دوسرے موقع پر پیش کرے ورنہ اس طرح سے شوہر کو جھٹلانے سے وہ اکثر غیض و غضب میں آجاتا ہے اور باہمی لڑائی شروع ہوجاتی ہے۔

۴۔ مرد کے کھانے کے وقت سے ذرا پہلے ہی کھانا تیار کرلینا بھی عورت کا فرض ہے۔ کھانا اچھی طرح اور لذیذ پکانا اور اسے خوبصورتی کے ساتھ خاوند کے آگے رکھنا۔ یہ تمام باتیں سلیقہ پر منحصر ہے۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں ہی سے عورت مرد کو جیت سکتی ہے بعض عورتیں کھانا وقت پر نہیں دے سکتیں جس سے مرد کو سخت تکلیف ہوتی ہے کبھی وہ وقت پر دفتر نہیں جاسکتا اور

اپنے افسروں کے غصہ کا شکار بنتا ہے، کبھی وہ کسی دوست کے ہاں جانا چاہتا ہے اور کھانا اسے دیر سے ملتا ہے، کبھی اسے شدت کی بھوک لگی ہوتی ہے اور وہ کھانا نہ پاکر جھنجھلا جاتا ہے لہٰذا عورت کو سب کام چھوڑ کر کھانا وقت پر تیار کرکے دینا چاہئیے۔ اگر کبھی ایسا بھی ہوجائے کہ کوئی چیز گھر میں موجود نہ ہو تو وہ ہمسائی سے مانگ کر یا کچھ انتظام کرکے مہیا کرکے کھانا تیار کرلینا چاہئیے۔ فرض کرلیجئے کہ خاوند کو یہ کہا گیا تھا کہ وہ آٹا منگوا کر دے۔ کیونکہ وہ ختم ہوچکا ہے۔ اب شوہر کو کسی کام میں مصروفیت کی وجہ سے اس کا خیال نہیں رہتا۔ اور آٹا نہیں پہنچتا تو بعض عورتیں اسی غصہ ہی میں انتظام کرنا نہیں چاہتیں کہ ان کو فکر نہیں تو میں کیا کروں" لیکن اگر وہ اپنے کسی عزیز سے روپے منگوا کر یا اپنے پاس سے آٹا منگوا کر یا ہمسائی سے لے کر یا بازار سے قرض دام منگوا کر کھانا پکا رکھے گی تو اس کا کتنا اچھا اثر ہوگا؟ یہ معمولی مثالیں ہیں۔ عورت ان ہی سے بڑے بڑے فوائد حاصل کرلیتی ہے۔

کھانے میں نمک مرچ سب چیز کھانا پیش کرنے سے قبل دیکھ لینی چاہئیے۔

۵۔ شوہر کا بستر مصفا اور آرام دہ ہو۔

۶۔ بچوں کا لباس صاف ستھرا اور دھلا ہوا ہو منہ ہاتھ دھوئے ہوں۔ ان کی خبر گیری کرنا انھیں مصفا رکھنا۔ موسم کے مطابق کپڑے پہنانا۔ انھیں کھیل کود میں مناسب حصہ لینے کی اجازت دینا شام سے قبل گھر پہنچ جانا اور کچھ وقت مطالعہ پر صرف کرانا۔ ان تمام باتوں کی نگرانی لازمی ہے۔

۷۔ گھر کے جملہ سامان کو خواہ وہ معمولی ہو یا اعلیٰ قسم کا۔ اسے مصفا اور باحفاظت بھی رکھنا عورت کا فرض ہے۔ سامان کا توڑنا، پھوڑنا، بے ترتیبی سے ادھر اُدھر ڈال دینا۔ اس کی قدر نہ کرنا۔ یہ تمام باتیں نقصان دہ ہیں۔ ان سے شوہر کو بھی رنج پہنچتا ہے اور نقصان پہنچتا ہے۔

۸۔ شوہر اور بچوں کے کپڑوں کو علیحدہ علیحدہ بحفاظت رکھنا اور انھیں پہننے کے لیے تیار رکھنا عورت کا فرض ہے۔ جرابوں کی مرمت کرنا کپڑوں کی مرمت کرنا۔ بٹن وغیرہ جو ٹوٹ گئے ہوں وہ لگا کر رکھنا۔ پھٹے پرانے کی رسلائی کردینا یہ سب باتیں فرصت کے اوقات میں ضرور کردینی چاہئیں۔ جب شوہر کپڑے طلب کرے تو اس وقت سوئی دھاگے کی تلاش میں دوڑنا۔ اور بٹن بازار سے منگوانا یہ عورت کی ناقابلیت کی دلیل ہوگی۔ دھوبی سے کپڑے آتے ہی ان کی مرمت کرلینی چاہئیے۔

۹۔ خاوند اگر کوئی چیز گھر میں لے آئے۔ مثلاً مٹھائی، پھل، پھول، کپڑا تو ان کو دیکھتے ہی مسرت کا اظہار کرنا چاہئیے۔ اور خوش ہونا چاہئیے کہ شوہر اپنی خوشی سے یا طلب کرنے پر کچھ لایا ہے اس کی قدر کرنی چاہئیے۔ بعض عورتیں ان چیزوں میں ہزار عیب نکالتی ہیں۔ یہ کپڑا اچھا نہیں اس کا رنگ مرغوب نہیں۔ یہ آپ کیوں لائے وہ کیوں لائے، ایسی تمام باتیں شوہر کو رنج پہونچانے کے سوا کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچا سکتیں۔ خاوند کی ہر لائی ہوئی چیز پر اظہار مسرت کرنا اور اس کو بطور تحفہ قبول کرنا عورت کا فرض ہے۔

۱۰۔ گھر کے جملہ سامان اور روپیہ پیسہ کی حفاظت کرنا عورت کا فرض ہے اس معاملہ میں عورت کو ذرا احتیاط سے کام لینا چاہئیے۔ اپنے نام سے یا بچوں کے نام سے یا شوہر کے نام سے بنک میں حساب ضرور کھولنا چاہئیے لیکن کچھ تھوڑی سی نقدی گھر میں بھی رکھنی چاہئیے، تاکہ فوری ضرورت کے وقت کام آسکے۔ زیورات وغیرہ سنبھال کر رکھنا چاہئیں اور اور احتیاط سے استعمال کرنے چاہئیں۔ بعض عورتیں قیمتی لباس پہن کر اسے بے احتیاطی سے استعمال کرنے کی وجہ سے ضائع کردیتی ہیں۔ یہ اپنی دولت برباد کرنے کے مترادف ہے۔ گھر کے سامان۔ کپڑے یا نقدی کو ادھر ادھر دے دینا یا ہر مانگنے والے کے حوالے کردینا شوہر کی ناراضگی کا باعث ہوسکتا ہے۔ اس لیے گھر کی کوئی چیز بھی کسی کو دیتے وقت شوہر سے پوچھ لینا چاہئیے۔ صندوقوں کی چابیوں کو بھی حفاظت سے رکھنا چاہئیے۔ ہر گھڑی ان کا گم ہوجانا بھی غیر معقول سی بات ہے۔

۱۱۔ شیریں زبانی ایک ایسی طاقت ہے جس سے عورت کو مسلح ہونا چاہئیے تابعداری تسخیر کا دوسرا ہتھیار ہے شوہر کو قابو میں کرنے کا سب سے بڑا راز اس کی رضاجوئی ہے۔ پس جو عورت خاوند سے تلخ کلامی نہیں کرتی اس کی تابعداری کرتی۔ اور اس کی ہر خوشی کو اپنی خوشی سمجھتی ہے وہ آہستہ آہستہ وحشی سے وحشی شوہر کو بھی رام کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہے۔ جس گھر میں بات بات پر لڑائی ہوتی ہے وہاں اس نسخہ کو اگر عورت استعمال کرے گی تو وہ حیرت انگیز تغیر دیکھے گی۔

۱۲۔ مرد سے ہر خواہش کا منظور کرالینا اور اپنی بات منوالینا یہ عورت کی دانشمندی اور معاملہ فہمی پر مبنی ہے۔ وقت اور موقع دیکھ کر طریقہ سے بات چھیڑی جاتی ہے۔ اور یہ معلوم کرکے کہ خاوند اب توجہ اور ہمدردی سے سن رہا ہے۔ اس بات کو خوبصورتی سے پیش کرنا اور اس کو منوالینا عورت کا دستور العمل ہونا چاہئیے۔

۱۳۔ اپنے شوہر کے رشتہ داروں اور عزیزوں کی مناسب عزت کرنا اور ان کی تواضع کرنا عورت کا فرض ہے۔ شوہر کے دوستوں کو بھی قابل احترام سمجھنا چاہئیے۔

حقیقی حکومت تو بس خدا ہی کی ہے

ترجمہ: ——— قیصر حسین ندوی

برطانیہ جس کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اور نوآبادیات پر جس کے مظالم کی مثال نہیں ملتی اب کتنا سمٹتا جارہا ہے۔ اس کی ایک تازہ خبر پڑھیے اور عبرت حاصل کیجئے اور کہیئے کہ باقی رہنے والی حکومت کس ایک ہی کی ہے جو اس کائنات کا خالق ہے۔ (ادارہ)

گذشتہ دنوں ہانگ کانگ نے شک وشبہات اور شور وہنگامہ سے ملے جلے جذبات کے ساتھ اپنے کندھے سے ۱۵۶ سالہ برطانوی سامراجیت کو اتار پھینکا ہے اور پھر سے اپنے وطن اصلی اور بہتر مستقبل کی طرف نشاندہی کرنے والا ملک چین سے جاملا ہے۔ اس سلسلہ میں آدھی رات کو لندن تار بھیجا گیا۔ فوجی اقتدار کی منتقلی کے دوران شہر کے سابق برطانوی گورنر نے کہا کہ۔ میں ملکہ کے تاج کی حفاظت کی غرض سے اس حکومت سے دستکش ہوگیا ہوں ایک معمولی جشن میں دونوں ملکوں کی قومی دھن کے ساتھ پرچموں کا تبادلہ عمل میں آیا اور "ہانگ کانگ" زوال پذیر برطانوی سامراجیت سے آبادی کے لحاظ سے دنیا کے سب سے بڑے ملک چین کی طرف منتقل ہوگیا۔ اور چند سیکنڈ میں اس علاقہ کے ۶۳ لاکھ افراد اب برطانوی شہری نہیں رہے بلکہ ہانگ کانگ کے مخصوص علاقہ کے شہری ہوگئے۔ اور آدھی رات گذر جانے کے چند ہی سیکنڈ بعد چینی پرچم اور ہانگ کانگ کا نیا پرچم حکومت کے مرکزی پول پر آویزاں کردیا گیا۔

برطانیہ کے ولی عہد امیر چارلس نے برطانوی پرچم اتارے جانے سے قبل کہا کہ چین اب ایک ایسے ملک اور ایسی قوم کا ذمہ دار بن گیا ہے جو میرے لیے بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ انھوں نے مزید یہ بھی کہا کہ میں ہانگ کانگ کو ہرگز بھول نہیں سکتا۔ اور پورے اہتمام کے ساتھ نگاہ رکھوں گا کہ یہ اپنی نمایاں تاریخ کے اس نئے دور کا آغاز کیسے کرتا ہے۔

چینی صدر جیانگ زیمسین نے ہانگ کانگ کی واپسی کو عالمی امن وسلامتی اور عدل و انصاف کی فتح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یکم جولائی ۱۹۹۷ء کا دن تاریخ ساز اور یادگار دن کے نام سے ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔

امیر چارلس برطانوی قومی امن وسلامتی کی دھن کے ساتھ کھڑے ہوئے اور برطانوی پرچم پر حسرت بھری نگاہ ڈالی جب وہ آخری بار مرکزی پول سے اتارا جارہا تھا۔ اور ہانگ کانگ کے گورنر "کریس پاتین" کی حالت یہ تھی کہ۔ پیشانی پر بل ڈالے۔ اس سرزمین کی طرف دیکھا اور جشن کے بعد چند سیکنڈ تک لوگوں سے مصافحہ کیا۔ چینی صدر سے مصافحہ کئے بغیر اس جگہ سے روانہ ہوگئے لیکن چند ہی منٹ بعد دوسرے مہمانوں کے ساتھ مسکراتے اور ہنستے ہوئے واپس ہوئے۔

ہانگ کانگ کی سپردگی کانفرنسوں کے نئے مرکز میں پورے ایک دن کے بحث ومباحثے، جائزے تقریروں اور دعوتوں کے بعد عمل میں آئی، اس کے بعد وکٹوریا کے بندرگاہ پر گولے داغے گئے۔

ٹھیک نو بجے ۵ سو سے زائد چینی فوجی ہانگ کانگ میں فوجی اقتدار کی مستقبل کی کارروائی کی تکمیل کے لیے داخل ہوئے ہانگ کانگ کے باشندوں پر خوشی ومسرت اور خوف وغم کے ملے جلے جذبات نظر آرہے تھے کیونکہ تاریخ کا یہ عظیم واقعہ ہر ایک کے ذہن میں یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ کیا چین جو کمیونزم کا داعی دھامی ہے، ہانگ کانگ کے ساتھ آزادی اور سرمایہ دارانہ نظام کو باقی رکھنے کے وعدے کو پورا کرپائے گا؟

شہر کے مختلف حصوں میں جمہوریت کی تائید اور چین کی مخالفت میں مظاہرے بھی ہوئے لیکن یہ مظاہرے معمولی اور پرامن تھے۔ جشن سپردگی سے چند منٹ قبل پانچ اپریل دستہ کے ارکان نے تھوڑی دیر کے لیے جشن گاہ سے باہر راستہ کو بند کردیا تھا، جو سرگرم چینیوں کے حامی وہمنوا تھے۔ لیکن پولیس نے ان کا گھیراؤ کرکے ان کو اس علاقے میں پہونچا دیا جہاں مظاہرے کی اجازت تھی۔

(باقی ص ۱۵ پر)

سوال وجواب

محمد طارق ندوی

س:- قربانی کرتے وقت جس کی طرف سے قربانی کررہے ہیں اس کے باپ کا نام لیا جائے گا یا ماں کا؟

ج:- باپ کا نام لیا جائے گا یعنی عن فلاں بن فلاں قربانی کرتے وقت کہا جائے گا۔ ماں کا نام نہیں لیا جائے گا۔

س:- عام طور پر یہ خیال ہے کہ پوتنے والے برش سور کے بالوں سے بنے ہوتے ہیں کیا ایسے برشوں سے مسجدیں پوتی جاسکتی ہیں؟

ج:- صرف عوامی شہرت پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے، تحقیق سے اگر ثابت ہوجائے کہ خنزیر کے بال کا ہے تو اس کو نہیں استعمال کیا جائے گا۔

س:- تجارت کی غرض سے بینکوں سے سود پر روپیہ لینا جبکہ دوسری جگہ سے ملنے کی گنجائش نہیں جائز ہے یا نہیں؟

ج:- جائز نہیں ہے، کم پونجی سے تجارت کیجیے۔ انشاء اللہ برکت ہوگی۔

س:- ہماری کچھ رقم بینک میں ڈپازٹ ہے اور اسی بینک سے ایک خاص رقم میں نے قرض لے رکھی ہے ڈپازٹ کی ہوئی رقم کا بینک کچھ سود دیتی ہے اور اس نے جو قرض دے رکھا ہے اس کا سود ہم سے لیتی ہے۔ تو کیا ہم اپنے ملنے والے سود سے قرض کے سود کو ادا کرسکتے ہیں؟

ج:- نہیں سود کا لینا اور سود کا دینا دونوں حرام ہے صرف آپ اتنا کرسکتے ہیں کہ جو رقم جمع کی ہے اس پر ملنے والے سود کو لے کر فقراء کو بلانیت ثواب دے سکتے ہیں۔

س:- آج کل آفسوں میں رشوت دیئے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا ہے تو ازروئے شرع کیا کریں؟

ج:- اپنے جائز حق کو لینے کے لیے اگر آپ کچھ رقم دینے پر مجبور ہیں تو وہ رشوت نہیں ہوگی بشرطیکہ آپ کسی کا حق نہ مار رہے ہوں بلکہ اپنا جائز حق لے رہے ہوں۔

س:- قریبی غریب رشتہ دار کے پاس رہنے کے لیے مکان نہیں ہے، اس کے پاس کچھ رقم مکان بنانے کے لیے ہے اور مزید کی ضرورت ہے تو کیا اس کو زکاۃ کی رقم دے سکتے ہیں؟

ج:- ہاں اگر وہ صاحب نصاب نہ ہو اور مستحق زکوٰۃ ہو تو اسے زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

س:- ایک شخص جو زکوٰۃ کا حقدار ہے اس کو زکوٰۃ دینے والا کسی مصلحت سے قرض کی رقم لے کر زکوٰۃ دے اور نیت بھی زکوٰۃ کی ہو نہ کہ رقم واپس لینے کی تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

ج:- صورت مسئولہ میں جب نیت زکاۃ کی ہے نہ کہ رقم واپس لینے کی تو زکاۃ ادا ہو جائے گی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

ومن اعطی مسکینا دراھم و سماھا ھبۃ او قرضا ونوی الزکاۃ فانھا تجزیہ وھو الاصح۔ اور جس کسی نے مسکین کو بطور قرض یا بطور ہبہ کے دراہم دیئے اور زکاۃ کی نیت کرلی تو زکاۃ ادا ہوجائے گی یہی اصح ہے۔ ص ۱۸۱ ج ۱

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی

——— کی اہم پیش کش: ———

سیرت سلطان ٹیپو شہید

-:از:-

محمد الیاس ندوی

استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل

سائز ۲۰×۲۶/۸ ——— صفحات ۶۰۰ ——— قیمت =/۱۰۰ روپے

ملنے کے پتے:- مکتبہ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الفرقان بکڈپو نظر آباد لکھنؤ۔ مکتبہ اسلام گونڈہ روڈ لکھنؤ

کیا ہے قدر وفا تم نے جانا نہیں

سید جاوید احمد ندوی

ایک وقت تھا جب سرزمین ہند پر مسلمانوں کا جھنڈا لہرا رہا تھا، کئی صدیوں تک ان کی حکمرانی رہی، کیسی کیسی یادگار عمارتیں تعمیر کروائیں، لال قلعہ بنوایا، قطب مینار جیسا فلک بوس مینارہ کھڑا کردیا، اور تاج محل جیسا قابلِ دید عجوبہ بنوایا جس کو آج دیکھنے کے لئے نہ جانے کہاں کہاں سے سیاح آتے ہیں، لیکن زمانے کا کسی سے یارانہ نہیں، اس نے ان کے ساتھ بھی بے رخی برتی، ارشاد ربانی ہے:

"وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ"

(آل عمران ۱۴۰)

زمانے کو ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔

چنانچہ ان کا بھی ستارۂ اقبال گردش میں آیا، اور انگریزوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان کے کرۂ ارض پر قبضہ کرلیا۔ اور ہندوستان پر صدیوں سے حکومت کرنے والے مسلمان آن کے آن میں حکومت سے بے دخل کردیئے گئے، اور ان ستمگر انگریزوں نے کچھ اس طرح سے یہاں اپنے پنجے گڑو دیئے جیسے وہ یہاں کے پرانے باشندے اور حکمراں ہوں، زندگی کے ہر شعبے میں اپنا رنگ جمانا شروع کردیا، باشندگان ہند پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے لگے، ان کی زندگی دوبھر کردی، خاص طور سے انھوں نے مسلمانوں کو نشانہ بنایا، اور دل کی بھڑاس نکالنے لگے، یہاں تک کہ عام مسلمانوں کا اسلام پر ثابت قدم رہنا مشکل ہوگیا، عیسائیت فروغ پانے لگی، اسلام کے خلاف سازشیں رچائی جانے لگیں، مسلمانوں کے ذہن ودماغ کو اسلام کی طرف سے مشکوک کیا جانے لگا، اور ان کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کے مختلف اسباب مہیا کئے جانے لگے ایسا لگتا تھا جیسے ہندوستانی باشندوں کے ساتھ اسلام بھی گرداب سامراجیت کا شکار ہوجائے گا یہ صورتحال دیکھ کر کچھ نفوس قدسیہ کی حامل شخصیتیں اندر ہی اندر کڑھ رہی تھیں، اور اسلام اور مسلمانوں کی اس زبوں حالی پر بے چین اور فکرمند تھیں، لیکن اس زبوں حالی اور پریشاں خیالی کا علاج واویلا مچانا نہیں تھا، بلکہ اس کے لئے ہاتھ پیر چلانے کی ضرورت تھی، چنانچہ علماء کی ایک جماعت نے ملک پر ظلم وستم کے اس اندوہ ناک سیلاب کا رخ موڑنے کے لئے میدان کا رخ کیا، انگریزوں کے خلاف آواز بلند کی، انگریزوں سے ملک چھوڑنے کا مطالبہ کیا، اپنی زبان کے ساتھ نوکِ قلم کو بھی حرکت دی۔

اس کے برعکس برادرانِ وطن نے شروع میں جنگ آزادی کے سلسلے میں وہ سرگرمی نہیں دکھائی جو مسلمانوں کے اندر تھی، شاید انھیں برطانوی سامراج کی تباہ کاریوں کا پورا احساس نہ تھا، مسلمانوں نے ہی ان میں جنگ آزادی کی روح پھونکی، اور ان کو شانہ بشانہ لے کر آزادی کی جنگ لڑی، دونوں کی مشترکہ کاوشوں اور قربانیوں کے نتیجے میں ہندوستان آزاد ہوا اور ظالم ستمگر انگریزوں کو سرزمین ہند سے رخت سفر باندھنا پڑا۔

لیکن افسوس کہ آج مسلمانوں کو ہی دہشت گرد اور ملک کا دشمن قرار دیا جارہا ہے، ملک کے ساتھ بے وفائی کرنے والا بتایا جارہا ہے، ان کے حقوق پر پابندیاں عائد کی جارہی ہیں، اور مجاہدین آزادی کی صف میں ان کا نام شامل کرنا گراں ہورہا ہے۔

جب گلستاں کو خوں کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے ہی گردن ہماری کٹی
پھر بھی کہتے ہیں ہم سے یہ اہل چمن
یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

حالانکہ احسان مندی اور قدرشناسی کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان مسلمانوں کو آنکھوں میں بسایا جاتا، دل میں جگہ دی جاتی، بلکہ دل نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا جاتا، ان کی راہوں میں پلکیں بچھادی جاتیں، ان کے وجود کو باعثِ خیر وبرکت سمجھا جاتا، چہ جائیکہ ان کو غدار وطن، ملک وقوم کا دشمن کہا جائے، دہشت گرد اور تشدد پسند کہہ کر ان کے دل کو توڑا جائے، بنیادی اور قومی حقوق سے محروم کیا جائے، ان کے جذبات کو پامال کیا جائے ان کے دین ومذہب کو نشانہ بنایا جائے۔ ان کے عائلی نظام وقانون میں دخل اندازی کی جائے، ان کے دینی پیشواؤں اور رہنماؤں پر کیچڑ اچھالا جائے، ان کی دینی درسگاہوں پر چھاپے مارے جائیں، عالمی پیمانے پر انہیں بدنام کرنے کی ناپاک سازش رچائی جائے، کاش کہ آج ہمارے برادرانِ وطن جوہر شناسی اور قدرشناسی سے کام لیتے۔ ع

قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری
قدر گل بلبل بداند یا بداند عنبری

اگر ہمیں اپنے ملک وقوم سے سچی محبت اور سچی خیرخواہی ہے تو ہمیں قوموں کی تاریخ سے سبق لینا چاہئے، ماضی کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی قوم میں اس طرح کی کج روی، اور تنگ نظری پیدا ہوئی اور حق تلفی اور ناقدرشناسی کا مرض لاحق ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے اسے اپنی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑا ہے، اور ہمیشہ اس قوم کو ناکامیوں

(باقی ص ۱۵ پر)

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

نام کتاب:- عالم اسلام کی اخلاقی صورتحال
مصنف:- اسرار عالم صاحب
صفحات:- چار سو بیس (۴۵۵)
قیمت:- ایک سو بیس روپے =/۱۲۵
ناشر و ملنے کا پتہ:-
قاضی پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز، بی ۳۵۔ بیسمنٹ حضرت نظام الدین ویسٹ نئی دہلی ۱۳

زیر نظر کتاب مشہور اہل قلم جناب اسرار عالم صاحب کی تصنیف ہے جس میں مصنف نے بڑی کدوکاوش اور دقت رسی سے ان امور کی نشاندہی کی ہے جن کے سلبی اثرات سے براہ راست یا بالواسطہ اسلام کی اخلاقی قدریں پامال کی جارہی ہیں۔ اخلاق کے ترکیبی عناصر اور اس کی وسعت کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ مصنف نے اس کتاب میں بیان کیا ہے عقلیت، جدیدیت، ہیومنزم، سیکولرزم کے تعارف کے ساتھ اسلامی نقطۂ نظر سے ان کے منفی اثرات کا جائزہ نیز مسلم فلاسفہ اور متکلمین کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے ستر ہویں صدی سے بیسویں صدی تک کے حالات پر سیر حاصل بحث بھی کی ہے۔ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم اور محتویات کے پیش نظر چشم کشا ہے اس کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا میں سرمایہ کی تحریکوں کے تانے بانے

● محمد خالد ندوی غازی پوری

کہاں سے ملتے ہیں اور یہود کی بین الاقوامی زمانتوں کا اثر عالم اسلام پر کیسا پڑا ہے اور مسلمانوں کو کیسی کیسی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا ہے، مصنف نے نیو ورلڈ آرڈر کے پس پشت جو مقاصد ہیں ان کی قلعی بھی کھولی ہے جو کچھ لکھا ہے مدلل اور انتہائی پیچیدہ امور کی تفہیم آسان اسلوب میں کرنے کی کوشش کی ہے، کتاب مصنف کے گہرے مطالعہ اور وسعت معلومات اور حقائق تک پہنچنے کی مجتہدانہ صلاحیت پر غماز ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک دنیا کی مختلف معروف زبانوں میں اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے پوری طرح استفادہ کرکے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے جس سے اس کی قدر وقیمت دوچند ہوجاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کتاب میں جو اقتباسات دیئے گئے ہیں ان کے ترجمے نہیں کیے گئے ہیں۔ اگر ترجمہ کا التزام ہوجائے تو کتاب کی افادیت اور زیادہ ہوجائے گی۔

کتاب میں مصنف کے بعض ایسے خیالات بھی ہیں جن سے پوری طرح اتفاق مشکل ہے خصوصاً خمینی صاحب کے تعلق سے مصنف نے جو کچھ لکھا ہے وہ محل نظر ہے، رقمطراز ہیں۔

"آیت اللہ روح اللہ الموسوی الخمینی نے پہلی بار ۸۷۹ عیسوی کے بعد شیعیت کو تحریب سے اور ۱۷۲۲ عیسوی کے بعد فارسیت سے بلند کرکے امت کی شاہراہ پر لاکر گذشتہ ایک ہزار سال کی مدت میں پہلی بار یہودیت کی اس سازش کو ناکام بنانے کی کوشش کی تھی جس کے نتیجے میں یہ امت پہلے دو حصوں میں پھر متعدد حصوں میں مصنوعی طور پر بٹ کر رہ گئی تھی، لیکن وہی یہودیت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اور شیعوں اور سنیوں میں اپنے آلۂ کار کا استعمال کرکے کم از کم فی الحال اسے بہت حد تک بے اثر کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ یکہ وتنہا اس کوشش کے لیے امت انھیں کبھی فراموش نہیں کرے گی ص ۳۳"

اس اقتباس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خمینی صاحب کی تحریک خالص اسلامی تحریک تھی اور اسلامی وحدت کے لیے اسلام کی ہزار سالہ تاریخ میں یکہ وتنہا وہ کوشش کرنے والے تھے ایرانی انقلاب شیعیت اور فارسیت کی علاقائی عصبیت سے کلیتہً پاک تھا حالانکہ ایرانی انقلاب کو شیعیت سے الگ کرکے ہی دیکھنا سادہ لوحی کہی جائے گی اور بعد کے احوال سے اس کی مزید تصدیق وتوثیق ہوتی ہے۔ بہرکیف فاضل مصنف نے جس پس منظر میں اس انقلاب کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس انقلاب کے قائد کو خراج عقیدت پیش کیا ہے، یہ ان کے اپنے تاثرات کا نتیجہ ہے اور جس سے عام قاری کو غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے کہ مصنف کتاب شیعیت کی حقیقت سے واقف نہیں یا کم از کم اس سلسلے میں ان کی معلومات سطحی ہیں کتاب بہرصورت جاذب نظر اور جاذب توجہ ہے، گٹ اپ دیدہ زیب، کتابت وطباعت روشن اور رمانی ہے۔ کمپیوٹر کی کتابت سے اس کا حسن اور دوچند ہوگیا ہے، اہل علم خصوصاً اہل فکر کے لیے یہ کتاب ایک خلعت کی چیز ہے امید کہ اہل دانش اسے شوق کے ہاتھوں لیں گے۔

مختصر

عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سعودی عرب نے اٹلی میں ایک عظیم الشان اسلامی مرکز کی تعمیر پر آنے والے اخراجات کا، فیصد خرچ برداشت کیا ہے، اس کے علاوہ خادم حرمین شریفین کے خصوصی حکم پر اس مرکز کے لئے سالانہ ۱۳ لاکھ ڈالر کی رقم بھی منظور کی جا چکی ہے جو بطور تعاون سعودی عرب کی جانب سے اس مرکز کو ہر سال فراہم کی جائے گی، اٹلی عالم عیسائیت کا قبلہ تصور کیا جاتا ہے، پاپائے روم کی مستقل حکومت اور اسلامی مرکز اسی ملک میں واقع ہے اسی سرزمین سے عیسائیت کی تبلیغ اور اشاعت کے عالمی پروگرام ترتیب پاتے ہیں الحمد للہ اسلام کی روشنی اب عیسائیت کے اس مرکز میں پہونچ چکی ہے واضح رہے کہ اس سے قبل شاہ فیصل شہید نے سب سے پہلے اٹلی کے پایۂ تخت روم میں اس اسلامی مرکز کے قیام کی کوشش کی تھی جو اب نظر آرہی ہے۔

● فرانس میں وقف اسلامی کے صدر ڈاکٹر نذر حکیم نے بتایا کہ اس وقت فرانس میں مسلمانوں کے ساتھ جو معاملہ کیا جارہا ہے وہ ایجابی ہے اور اب فرانسیسی معاشرہ کے ساتھ مسلمانوں کی کوئی کشمکش نہیں ہے، فرانسیسی حکومت نے اپنی مسلح افواج میں مسلمانوں کے حقوق تسلیم کر لئے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ گذشتہ رمضان میں فوجی چھاؤنیوں میں سحری و افطاری کا نظم کیا گیا اور نماز کے لئے ہال کا انتظام کیا گیا اور فرانسیسی صدر نے مسلمانوں کے قبرستان کے لئے جگہ مخصوص کرنے کا حکم جاری کیا گیا۔

● ترکی کے ادارۃ الدینیہ کے صدر محمد نوری نے اپنے ایک اخباری بیان میں بتایا کہ اس وقت ترکی میں ۷۰ ہزار مساجد ہیں اور مختلف شہروں میں نئی مساجد کی تعمیر بھی جاری ہے، انھوں نے زور دے کر یہ بات کہی کہ مساجد میں جہاں نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہیں مساجد عربی زبان اور شریعت اسلامی کی تعلیم کے لئے ایک تعلیمی ادارہ کا کام بھی انجام دیتی ہیں۔

● برطانیہ کے ایک اخبار کے مطابق شہزادہ چارلس کے کچھ دوستوں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ شہزادہ کی شخصیت میں سنجیدگی کا عنصر بڑھ رہا ہے اور وہ اسلامی تعلیمات میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں، چارلس عربوں کا مخصوص لباس پہنتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وہ اس لباس میں روحانی سکون محسوس کرتے ہیں، ان کے مخصوص دوستوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کے کتب خانہ میں اسلام سے متعلق کتابوں کا ایک عمدہ ذخیرہ ہے اور وہ ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد اسلام کی عظمت کے قائل ہوگئے ہیں اور دوستوں سے ہونے والی گفتگو میں اسلام کی تعلیمات پر کھل کر بات کرتے ہیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ چارلس کے حوالے سے اس نوع کی خبریں اخبارات میں عرصہ سے شائع ہو رہی ہیں، البتہ اس طرح کی خبروں میں اب رفتہ رفتہ تواتر سا پیدا ہو چلا ہے۔ اور چارلس کی صورت میں مغربی دنیا اور اسلامی دنیا کے درمیان حائل دیوار میں ایک کھڑکی کھل رہی ہے اور یہ کھڑکی دونوں دنیاؤں کے لئے سود مند ثابت ہو سکتی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر اور اپنا پتہ
صاف اور خوش خط تحریر فرمائیں (ادارہ)

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون نمبر ۳۲۳۴۳۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی — آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

(بقیہ) درس حدیث

دہوشیاری کے باوجود عمل میں کوتاہی کا شکار رہتا ہے الّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہے یقیناً انسان آقائے فضل و عنایت کا محتاج ہے۔ اور مؤمن کا آگ سے دور کیا جانا اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔ اس کی وضاحت ایک دوسرے انداز سے بھی آئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ نے جنت و جہنم کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جنت میں بھیجا کہ اس کو دیکھو۔ حضرت جبرئیل جب جنت دیکھ کر واپس آئے تو بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا کہ آپ کی عزت و جلال کی قسم جو شخص بھی جنت کے (حسن و جمال اور آرام و راحت) کے بارے میں سنے گا فوراً اس میں داخل ہو جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور جنت ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دی گئی، اس کے بعد پھر حضرت جبرئیل سے فرمایا دوبارہ جنت میں جاؤ جب دوسری بار دیکھ کر واپس ہوئے تو عرض کیا آپ کی عزت و جلال کی قسم! اب تو مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی بھی جنت میں نہ داخل ہو سکے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جہنم کی طرف جاؤ اس کو دیکھو، جب جہنم دیکھ کر واپس ہوئے تو عرض کیا جو بھی جہنم کے بارے میں سنے گا اس میں ہرگز نہ داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جہنم خواہشات نفسانی سے گھیر دی جائے، اس کے بعد حضرت جبرئیل کو حکم ہوا اب جا کر دیکھو، جب دوبارہ دیکھ کر لوٹے تو عرض کیا کہ آپ کی عزت و جلال کی قسم اب تو جہنم سے کوئی بچ ہی نہیں سکتا۔

یہ حدیث دعوت و ارشاد کے کام میں لگے ہوئے لوگوں کو ان کی اپنی حقیقت و منصب کا تعارف کراتی ہے کہ ان کو زندگی اور جہاد کے میدان میں عملی اور واقعی کوششوں سے سابقہ ہے، وہ نفس انسانی کی حقیقت اور اس کے اندر پوشیدہ کمزوریوں کو جانتے ہیں، وہ جماعتوں اور مختلف معاشروں کی حقیقت و مزاج کو بھی جانتے ہیں، انھیں مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ ان کے اصول دعوت خواہشات نفسانی کے سامنے کس طرح شکست کھا جاتے ہیں، وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ شیطان ان دعوتی کام کرنے والے دلوں اور اس راہ کی نمازشوں میں کن راستوں سے داخل ہو جاتا ہے اور اس سے نجات کی کیا صورت ہے، داعی کا یہی شعار ہے، اس راہ کے دشواریوں میں کیسے ثابت قدمی دکھائی جاتی ہے، ناگواری اور کشمکش کے مواقع پر خوف خدا کا کیسا پاس و لحاظ ہوتا ہے کہ نہ تو حق سے بہتا ہے کہ حد سے متجاوز ہو کر وہ تجاوز و زیادتی کو نادرست سمجھتا ہے، اور نہ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد کی امید نہ باقی رہے داعی مشکلات کو جھیلتا رہتا ہے اور نگاہوں میں کلام نبوت کے یہ بلیغ الفاظ پھرتے رہتے ہیں کہ (جنت کے گرد ناگواریوں کا حصار قائم کر دیا گیا ہے) دعوت کا کام کرنے والے اس بلیغ نبوی اسلوب بیان کی روشنی میں یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ ناگواریوں کے صحرا و بیابان سے گذرے بغیر جنت میں پہونچنا ممکن نہیں اور جہنم سے نجات اسی وقت ممکن ہے جب خواہشات نفسانی سے بچا جائے۔

ابن عربی کہتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے گرد خواہشات کا حصار قائم کر دیا گیا ہے (جس کو یوں کہا جا سکتا ہے کہ جہنم خواہشات کے پس پردہ ہے جو خواہشات نفسانی کے تقاضوں کو پورا کر کے اس حصار کو توڑ دے گا جہنم اس کے سامنے آجائے گی اور یہی اس کا ٹھکانا بن جائے گی، اور جو اس حصار کو توڑنے سے محفوظ رہا وہ جہنم سے بچ جائے گا)[1]

بندۂ مؤمن کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے والی چیزوں میں سے نیک لوگوں کی صحبت اور ان سے جنت و جہنم کا مذاکرہ کرتے رہنا بھی شامل ہے، دیگر احادیث سے اس کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے)

اس موقع سے یہ آیت کریمہ پڑھئے (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ) (جو آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہونچ گیا)[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ جہنم سے دور رکھا جائے اور جنت میں داخل ہو تو اس کی موت اس حال میں آنی چاہئے کہ وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو (شریعت کے مطابق) کرنا چاہئے"۔[3]

حدیث میں "جحت" اور "حفت" دو لفظ آئے ہیں۔ دونوں کے معنیٰ قریب قریب ایک ہی ہیں۔ جہنم خواہشات سے گھیر دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی چیزوں میں جن میں انسان کو مزہ آتا ہے اور شریعت نے ان سے منع کیا ہے یا جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے ان کو چھوڑا جائے، شبہات اور اس کے ساتھ مباحات پر کثرت سے عمل کو بھی اسی میں شامل کر دیا گیا ہے کہ کہیں اس میں تساہلی کے سبب انسان حرام کا مرتکب نہ ہو جائے۔

---

[1] فتح الباری الرقاق۔
[2] تفسیر ابن کثیر (آل عمران)۔

اجنت ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دی گئی ہے) جس کا مطلب یہ ہے کہ بندۂ مؤمن کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا مکلف بنا کر نفس کے مجاہدہ میں ڈال دیا گیا ہے، مثلاً عبادت کو اس کے پورے حقوق کے ساتھ ادا کرنا اور اس پر پابندی کرنا، منع کی ہوئی چیزوں سے قول و عمل دونوں طرح سے بچنا اس کو مکارہ (یعنی خشکل و ناپسندیدہ) سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لئے کہ اس کے عمل کرنے والے کو مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا ہوگا، کہ وہ آگ میں اسی وقت داخل ہوگا جب اپنی خواہشاتِ نفسانی پر عمل کرے، اور جنت میں اس وقت داخل ہوگا، جب مشکلات کو برداشت کرے جس کو "مکارہ" ناگوار و ناپسندیدہ سے تعبیر کیا گیا ہے، جنت و جہنم دونوں کے گرد آڑ و دیوار قائم ہے۔ جو خواہشات نفسانی پر عمل کرکے جہنم کی دیوار کو توڑ دے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جو نفس پر گراں اور دشوار کام یعنی جن کاموں کا حکم ہے ان پر عمل کی مشقت جھیلے گا اور جن باتوں سے روکا گیا ہے ان سے بچے گا اور نفسانی خواہشات کو دبانے کی ناگواری کو برداشت کرے گا وہ جنت کے گرد قائم دیوار کو توڑ کر اس میں داخل ہو جائے گا۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ جنت کا راستہ بہت کٹھن اور دشوار گذار ہے، اس کی راہ میں جگہ جگہ سخت گھاٹیاں اور بڑی دشواریاں ہیں، مسافت بھی ڈبل ہے، آفتیں اور مصائب بھی زبردست ہیں، بہت سی رکاوٹیں اور پریشانیاں ہیں، تباہ کن سرنگیں اور جنت تک رسائی سے محروم کر دینے والے خطرات ہیں جنت کی راہ پر پورے آداب کے ساتھ چلنا کٹھن کام ہے (جب جنت ایسی ہی ہے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا ہے نہ ہی کسی دل میں اس کا تصور و خیال آسکتا ہے، تو پھر یہ سودا ہونا بھی چاہیے مہنگا، ألا إن سلعة الغالية ألا إن سلعة الله الجنة، سن لو اللہ کا سودا مہنگا ہے سن لو اللہ کا سودا جنت ہے۔

حدیث کا فقہی پہلو

یہ حدیث مجاہدۂ نفس کا حکم دیتی ہے خواہ عمل کی شکل میں ہو یا ناجائز چیزوں سے باز رہنے کی شکل میں ہو۔ مثلاً عبادات کا اچھی طرح ادا کرنا اور اس پر مداومت کرنا اور منع کی ہوئی چیز سے بچنا خواہ وہ بولنے دیکھنے کی صورت میں ہو یا عمل کی صورت میں اس کو "مکارہ" کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے اس لئے کہ عمل کرنا مشکل و دشوار ہے، بندہ جہنم میں اسی وقت داخل ہوگا جب اپنی خواہشات کا غلام بن جائے گا، اور جنت اسی صورت میں ملے گی کہ نفس پر شاق گذرنے والے کاموں کو کرے۔

موجودہ حالات میں حدیث سے کیا رہنمائی ملتی ہے

۱۔ یہ حدیث بندۂ مؤمن کو ان خطرات سے آگاہ کرتی ہے جن میں مبتلا ہو کر انسان جہنم کا سزاوار بن جاتا ہے، ان ہلاکت خیز چیزوں سے کیسے بچے، وہ کیا چیزیں ہیں جن سے مومن خواہش نفسانی، اور آنکھوں کی پسند اور پیٹ کی طلب یا اسی طرح کھ دوسری چیزوں اور مطالبات نفس کے بارے میں دھوکہ کھاتا ہے۔

۲۔ جس طرح یہ حدیث خطرات سے آگاہ کرتی ہے اسی طرح ان اچھائیوں اور نیک عادتوں کی طرف رہنمائی بھی کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہیں، اور دلوں میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت تجلیات کو محبوب بنا دیتی ہے جس دن اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس کے سایہ کا شوق پیدا کر دیتی ہے۔ جس وقت کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہ جائے گی۔

حدیث ان ذرائع کی طرف بھی رہنمائی کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ رہنے والی جنت تک پہونچانے والے ہیں، جنت میں داخلہ اسی وقت ممکن ہے جب خواہشات پر قابو پالیا جائے اور ناگواریوں کو برداشت کرنے کی عادت ڈال لی جائے، مثلاً ریاکاری، لذت کوشی کا شیدائی بننے اور ہلاکت کی طرف لے جانے والی چیزوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے کہ جنت ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دی گئی ہے۔

الرسول المعلم صلی اللہ علیہ وسلم واسالیبہ فی التعلیم تصنیف عبدالفتاح ابوغدہؒ۔

نئے پرانے دردوں، زخموں، گلٹی، فالج، درد سر اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے لئے ۶۵ سالہ پرانی عجیب و غریب یونانی دوا

دل آرام تیل رجسٹرڈ ۷۹۸

تیار کردہ حکیم قاسم حسین لکھنؤ

اسٹاکسٹ:۔ ہارون جنرل اسٹور، چکنڈی لکھنؤ۔

نوٹ:۔ جانڈس، دھات، لکوریا، شوگر سے جلد شفایابی کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہتر سائز۔

NOTE BOOK

حرمین

اردو کاپی

ملنے کا پتہ:۔

مکتبہ الحرمین مسجد مرکزوالی ڈاکٹر بی این ورما روڈ امین آباد لکھنؤ۔

مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرانے کے رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک

فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶ —

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی ایک اہم ضرورت

تکمیل کے لئے اہلِ خیر حضرات کی توجہ درکار

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں طلبہ کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے جب کہ رہائش کی تنگی کے سبب بہت سے طلباء کو واپس کرنا پڑتا ہے، طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید اقامت گاہوں کی ضرورت تو ہے ہی بڑھتے ہوئے عملہ کے لئے اولین فرصت میں کوارٹر بنوانے کی شدید و فوری ضرورت ہے جس کے لئے زمین حاصل کرلی گئی ہے لیکن تعمیر رکی ہوئی ہے، جو اہل خیر حضرات کی توجہ کی منتظر ہے خاص طور سے عہد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس کا قیام دارالعلوم میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے، اقامت گاہ اور اسٹاف کوارٹرس کی شدید ضرورت ہے۔

لہٰذا اللہ کے نام پر خرچ کرنے والے بھائیوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت سے نوازا ہے ہماری پرزور اپیل ہے کہ اس کام میں دل کھول کر حصہ لیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر بے حد و حساب ہے جس کو قرآن مجید میں یوں ادا کیا گیا ہے: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ط جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے (مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ اہل خیر حضرات دل کھول کر حصہ لیں گے۔

(مولانا) معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی
مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نوٹ:۔ چک، ڈرافٹ، منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں، مرسلہ رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضروری ہے۔ چک یا ڈرافٹ برصرف یہ لکھئے:۔

ناظم ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ یوپی۔

NAZIM. NADWATUL ULAMA. LUCKNOW. U.P.